لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

ماھنامہ

ریویو آف ریلیجنز اردو

قادیان

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۳۶ | ماہ رجب ۱۳۶۶ء مطابق ماہ جون ۱۹۴۷ء | عدد ۶

فہرست مضامین

مسئلہ ختم نبوت قرآن کریم کی روشنی میں	ص۱	از حضرت مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی
غلاموں کی تجارت مغربی افریقہ میں	ص۱۴	ترجمہ
ہندوستان میں تاریخ تبلیغ اسلام	ص۱۷	از جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی
اصحاب احمد علیہ السلام	ص۳۳	از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے قادیان

گزشتہ سے پیوستہ

مسئلہ ختمِ نبوت قرآن کریم کی روشنی میں

(از حضرت مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی)

لفظ خاتَم کی تحقیق

(۱) خاتَم کا لفظ مفرد ہے، اور عالَم کے وزن پر اسم آلہ سماعی ہے۔ لغت میں اسکے معنے انگوٹھی اور مُہر کے ہیں، جیساکہ مفرداتِ راغب وغیرہ میں ہے۔ لفظ خاتَم بفتح تا مفرد کی صورت میں کسی لغت میں آخر یا ختم کرنے والے کے معنوں میں نہیں آیا۔ ہاں بصورتِ اضافت مجازی طور پر یا بصورتِ تاویل اس کے اصل معنوں کے سوا اور معنے بھی لیئے جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی خاتَم بفتح تا بصورتِ اضافت اور خاتِم بکسرۂ تا بصورتِ اضافت دونوں میں بعض حالات میں فرق ہے۔ یعنی خاتَم بفتح و کسرۂ تا اِس لحاظ سے کہ دونوں ہم معنے ہیں اور دونوں کا استعمال لغت کی رُو سے انگوٹھی اور مُہر کے معنوں میں پایا جاتا ہے اور صورت رکھتا ہے، اور اِس لحاظ سے کہ خاتِم بکسرۂ تا کو ختم اور ختام مصدر سے اسم فاعل قرار دیا اور پھر ختم کو مُہر کرنے یا مُہر لگانے یا کسی کام کو ختم کرنے اور اس سے فارغ ہونے کے معنوں میں لیا جائے اور صورت رکھتا ہے۔ اور آیت خاتَم النّبیّین میں خاتَم بفتح تا مشہور قرأت سے ہے اور بکسرۂ تا قرأتِ شاذہ ہے۔ اور بفتح تا خاتَم النّبیّین کا مفہوم بصورتِ اضافت نبیوں کی انگوٹھی یا نبیوں کی مُہر ہوگا۔ لیکن بکسرۂ تا خاتِم النّبیّین کے معنے ایک خاتَم بفتح تا کے معنوں میں ہوگا، دوسرے

اسمِ فاعل کے لحاظ سے نبیوں کا ختم کرنیوالا یا نبیوں میں سے مُہر کرنیوالا نبی مراد لیا جائیگا۔ ختم کرنا بلحاظ ختم کمالاتِ نبوت ہوگا، اور مُہر کرنا بلحاظ افاضۂ کمالاتِ نبوت۔

(۲) لفظ خاتَم جب مضاف ہو تو معناً وہ کئی طرح پر پایا جاتا ہے۔ ایک یہ کہ مثلاً انگوٹھی جس دھات سے بنائی گئی ہو جیسے چاندی یا سونے یا لوہے وغیرہ سے، اور خاتم کا لفظ اس کی طرف مضاف ہو تو عربی میں یوں کہیں گے خَاتَمُ فِضَّةٍ یعنی چاندی کی انگوٹھی، خَاتَمُ ذَهَبٍ یعنی سونے کی انگوٹھی، خَاتَمُ حَدِیْدٍ یعنی لوہے کی انگوٹھی۔ مقصود یہ ہے کہ انگوٹھی بلحاظ اپنے ماخذ کے اپنی جنس کی طرف مضاف ہوگی، اور جس دھات سے بنی ہوگی انگوٹھی کی نسبت بھی اُسی دھات کی طرف ہوگی۔ لیکن اگر خَاتَمُ زَیْدٍ کے فقرہ میں خاتَم کو زید کی طرف منسوب کیا جائے جس کے معنے ہیں زید کی انگوٹھی، تو یہ اضافت دوسرے معنے میں پائی جائے گی۔ اور اس نسبت اور اضافت سے مراد زید کی ملکیت کا اظہار ہوگی۔ اور اگر خاتم بمعنے مُہر ہوگی تو اس کا مطلب تصدیق عمل کی نسبت سے ہوگا۔ اگر وہ عمل کسی تحریر کے متعلق ہے تو اس سے تحریر کے متعلق صاحبِ مُہر کی تصدیق کا اظہار ہوگا، جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کی طرف جب تبلیغی مکتوب لکھے تو ان پر آپؐ کی مُہر بغرضِ تصدیقِ تحریرِ مکتوب ثبت ہوتی تھی یعنی یہ تحریر آپؐ کی طرف سے آپؐ کی مصدّقہ ہے۔ اِسی طرح حکومت کے سکّے جنکی ترویج بادشاہِ وقت کی مُہر سے ہوتی ہے، یا وہ کاغذات جو سمنوں اور وارنٹوں وغیرہ مضامین کی صورت میں حکّام کی عدالت سے اُن کی مُہر سے جاری کئے جاتے ہیں، اُن پر بھی مُہر بغرضِ تصدیق ثبت ہوتی ہے۔ لیکن خَاتَمُ فِضَّةٍ بمعنے چاندی کی انگوٹھی اور خَاتَمُ زَیْدٍ بمعنے زید کی انگوٹھی کے دونوں فقروں میں گو خَاتَم کا لفظ بمعنی انگوٹھی ہے، اور دونوں جگہ خَاتَم کے معنی کے لحاظ سے کچھ فرق نہیں پایا جاتا، لیکن خاتم کے بعد کے لفظ جو فِضَّةٍ اور زَیْدٍ ہیں اور بطور مضاف الیہ استعمال ہوئے ہیں، ان میں

بہت بڑا فرق ہے۔ کیونکہ پہلے فقرہ میں مضاف الیہ فِضَّۃٍ (بمعنے چاندی) ایک دھات ہے، اور دوسرے فقرہ میں مضاف الیہ زَید ایک انسان ہے۔

یہی لفظ خاتَم (آیت) خاتم النّبیّین میں بھی استعمال ہوا ہے، جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتَم کہا گیا ہے، اور محلِّ مدح میں پیش کیا گیا ہے۔ اب اس جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت لفظ خاتَم کو بصورتِ مضاف حقیقی معنوں میں انگوٹھی یا مُہر سمجھنا تو مناسب نہیں معلوم ہوتا، اس لئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انسان ہیں اور پھر نبی ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ انسان خواہ نبی ہو خواہ غیر نبی حقیقی طور پر وہ نہ انگوٹھی ہوتا ہے نہ مُہر۔ اب جس چیز پر کوئی لفظ اپنے حقیقی معنوں میں صادق نہ آسکے اس پر مجازی معنوں کا اطلاق ہی درست ہو سکتا ہے۔ سو جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر انگوٹھی یا مُہر کے معنوں میں لفظ خاتَم کا اطلاق حقیقی طور پر درست ثابت نہ ہو سکا، تو لامحالہ حقیقی معنوں کی بجائے مجازی معنے لینا مناسب ہوگا۔ اور حقیقت اور مجاز کی گو دو مختلف صورتیں پائی جاتی ہیں، لیکن حقیقی اور مجازی میں وجہِ اشتراک کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ہم زید کو مجازاً طور پر شیر کہدیں تو زید اور شیر کے درمیان ایک چیز کا مابہ الاشتراک کے طور پر پایا جانا (جو شجاعت یا بہادری کا وصف ہے) ضروری ہے۔ مجازی طور پر زید کو شیر کہنے کے یہ معنے ہرگز نہیں لئے جا سکتے کہ شیر میں تو شجاعت اور بہادری کا وصف ہو، لیکن جب زید کو مجازی طور پر شیر کہا جائے تو زید میں شجاعت اور بہادری کی نفی سمجھی جائے۔ بلکہ اس مجاز کے استعمال سے یہ غرض ہوگی کہ زید کی شجاعت اور بہادری کا وصف دوسرے انسانوں سے بڑھ کر اور اعلیٰ حیثیت میں سمجھا جائے۔ اور اسے علیٰ وجہ الکمال تسلیم کیا جائے۔ نہ یہ کہ مجاز کے طور پر استعمال کرنے سے اس کی نفی یا اس کی تذلیل اور توہین مقصود ہو۔ پس اس صورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتَم النّبیّین کا خطاب اللہ تعالےٰ کی طرف سے مقامِ مدح اور

مرتبۂ فضیلت کے لحاظ سے عطا کیا گیا ہے، مدح کے پہلو کو ملحوظ رکھتے ہوئے خاتم النبیین کے معنے ہم وہی لے سکتے ہیں جو اپنے اندر مدح کا پہلو رکھتے ہوں نہ کہ ذم کا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت خاتم کے لفظ کو مجازی معنوں میں لیتے ہوئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجازی معنوں میں خاتم النبیین کہا گیا ہے نہ کہ حقیقی معنوں میں اس لئے آپؐ کا مجازی طور پر خاتم النبیین ہونا محض ایک بے حقیقت امر ہے۔ ہر ایک صاحب علم و دانش اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا باوجود مجازی معنوں کے پھر بھی اپنے اندر ایک اعلیٰ حقیقت رکھتا ہے۔ جیسے انگوٹھی کے نگینہ کا نقش۔ اگر اسے مُہر کہہ سکتے ہیں، تو جہاں وہ مُہر لگائی جاتی ہے اس مُہر سے ظاہر شدہ نقش کو بھی مُہر کہہ سکتے ہیں۔ اور ایک مُہر حقیقی ہے تو دوسری مجازی۔ اور گو حقیقت اور مجاز کسی طرح پر پایا جاتا ہے، لیکن حقیقت اور مجاز کی ہر صورت میں وجہ اشتراک کا (جو مماثلت کے معنوں پر دلالت کرتی ہے) پایا جانا دونوں کے لئے ازبس ضروری ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت بہ نسبت افاضۂ تامہ کاملہ محل استفاضہ کے لئے حقیقت و مجاز کی اسی طرح اعلیٰ مثال اپنے اندر رکھتی ہے جس طرح کہ مُہر کا نقش اپنے افاضہ سے محل استفاضہ میں اپنا کامل نقش ظاہر کر دیتا ہے، جو اصل کو دکھانے کے لئے بطور آئینۂ اصل نما کے ہے، جو عین سے قریب تر اور غیریت سے مقام بُعد میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی نسبت افاضہ و استفاضہ کو ذیل کے منظوم کلام میں ذکر فرمایا ہے ؎

احمدؐ اندر جانِ احمدؑ شد پدید ❁ اسم من گردید اسمِ آں وحید

جیسے کہ اصل مُہر بھی مُہر اور جو نقش مُہر سے ظاہر ہوتا ہے وہ بھی مُہر ہے، دونوں ہم شکل اور دونوں ہمنام ہیں۔ یا جیسے اصل آفتاب بھی آفتاب اور اس کا عکس جو آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے وہ بھی آفتاب ہے۔ دونوں کی شکل بھی ایک ہے اور نام بھی ایک

ہاں فرق ہے تو اصل اور ظل کا، یا حقیقت اور مجاز کا۔ انہی معنوں میں حضرت اقدس مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان ہے کہ سُمِّیْتُ نَبِیًّا عَلٰی طَرِیْقِ الْمَجَازِ لَا عَلٰی وَجْہِ الْحَقِیْقَۃِ۔ یعنی میرا نام رکھا گیا ہے نبی بطور مجاز کے نہ حقیقی طور پر کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اصل ہیں اور آپ ظل اور بروز، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حقیقت کے مقام پر ہیں اور آپ مجاز اور مظہریت کے مرتبہ پر۔ اور اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت ہیں اور آپ تابع شریعت۔ یعنی دونوں میں نسبت افاضہ و استفاضہ کی ہے۔

(۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بلحاظ بلاغت کلام و معانی الفاظ کئی طرح کی شان رکھتا ہے، جو ہر پہلو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے مدح و فضیلت پر دال ہے۔ مثلاً خاتم النبیین کا خاتم اگر ختم مصدر سے اسم فاعل ہو جس کے معنے ہیں ختم کرنے والا، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور اگر اس مفہوم کو الفاظ احادیث خُتِمَ بِیَ النُّبُوَّۃُ (ختم کئے گئے ہیں میرے ساتھ نبی) اور اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَآءِ (میں آخر الانبیاء ہوں) کے معنوں میں سمجھا جائے، تو آگے اس کی دو صورتیں پائی جائیں گی۔ ایک ان معنوں میں کہ تمام انبیاء بلحاظ سلسلہ مراتب نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیئے گئے۔ اب کوئی ایسا مرتبہ نبوت باقی نہیں رہ گیا، جو کسی نبی کو تو حاصل ہوا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل نہ ہوا ہو۔ انہی معنوں میں حضرت اقدس سیدنا مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذیل کا منظوم کلام ہے ؎

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال ٭ لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

نیز فرمایا ؎

ہست او خیر الرسل خیر الانام ٭ ہر نبوت را بروشد اختتام

نیز فرمایا۔ نَعْنِیْ بِخَتْمِ النُّبُوَّۃِ خَتْمَ کَمَالَاتِہَا۔ یعنی ختمِ نبوت سے ہماری مراد ختمِ کمالاتِ نبوت ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر سب کے سب ختم ہوگئے۔ یہ صورت بھی مدح اور فضیلت پر دال ہے۔

دوسری صورت ان معنوں میں کہ تمام انبیاءؑ جو شریعت لیکر آئے، یا جنکی نبوت نبوتِ مستقلہ تھی، ایسے نبیوں کو آپ ختم کرنے والے اور ان سے آخری ہیں، جیساکہ حدیث اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ جو صحیح مسلم میں ہے اس سے بھی یہ مفہوم مترشح ہوتا ہے۔ اور حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کا صحیح مطلب بھی یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک نبی شریعت والا، و مستقل نبوت والا نبی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور فیض سے انعام نبوت حاصل کرنے والا نہ ہو ایک بھی نہیں آسکتا۔ اور اس صورت میں مدح اور مرتبۂ فضیلت کا تحقق اس طرح پر ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبِ شریعت نبی ہونا آخری تسلیم کریں، تو ساتھ ہی یہ امر بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قیامت تک کے تمام لوگ اور تمام قومیں ہدایت اور فیض پانے کے لیے آپ ہی کی محتاج ہوں گی، اور سب کو آپ ہی کی اتباع کرنا لازمی امر ہے۔ اور اس سے آپ کے مرجعِ خلائق اور مطاعِ اقوام ہونے سے یقیناً ایک دائمی عزت کی فضیلت کا مرتبہ حاصل ہوگا۔ اور اس صورت میں آپ کے بعد آپ کی اتباع اور فیض سے ایک نہیں، ایک ہزار نبی بھی آجائے تو آپ کے لئے باعثِ عزت اور موجبِ فضیلت ہی ہوسکتا ہے نہ کہ باعثِ توہین و ہتک۔ کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوگا کہ آپ کی اتباع اور فیض علاوہ اور انعامات کے انعامِ نبوت کے حصول کا بھی ذریعہ ہے، اور اسی فضیلت میں آپ دوسرے انبیاءؑ کے بالمقابل ممتاز اور مختص ثابت ہوتے ہیں۔ اور حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریروں میں جہاں خاتم الانبیاء کو آخر الانبیاء کے معنوں میں ذکر فرمایا ہے انہی معنوں میں پیش کیا ہے۔

اگر ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آخرالانبیاء ہونا ان معنوں میں نہ سمجھیں جو اوپر ذکر کئے گئے ہیں، بلکہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ سے ہر طرح کے نبیوں کی نفی مراد لیں، خواہ وہ تابع شریعت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور فیض سے ہوں خواہ نہ ہوں اسپر دو اشکال پیش آئیں گے۔

(اول) یہ کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے رو سے مسیح موعود کا نبی اللہ ہو کر آنا اُمتِ محمدیہ کے مسلّمات واتفقہ سے ہے۔ اس کی نفی سے قرآن وحدیث کی صریح مخالفت لازم آئے گی، جو خطرناک جرم بلکہ کفر ہوگا۔

(دوم) حدیث کَیْفَ تَھْلِکُ اُمَّۃٌ اَنَا اَوَّلُھَا وَالْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اٰخِرُھَا[1] کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور آخرالانبیاء نہیں قرار پائیں گے، بلکہ مسیح موعود خاتم الانبیاء اور آخرالانبیاء ٹھہریگا۔ اس لئے کہ اگر خاتم النبیین اور آخرالانبیاء کے یہ معنے لئے جائیں گے کہ جس کے بعد کسی قسم کا بھی نبی نہ آئے، تو ان معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیح موعود کا نبی اللہ ہو کر آنا غلط ٹھہرتا ہے۔ اور اگر مسیح موعود کا نبی اللہ ہو کر آنا درست ہے، تو اس کی یہی صورت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جن نبیوں کا خاتم یا آخر تسلیم کیا جائے مسیح موعود کو اُن سے مستثنیٰ رکھا جائے۔ کیونکہ مسیح موعود نہ مستقل نبی کی حیثیت میں آنیوالے ہیں اور نہ نئی شریعت لیکر آنے والے۔ سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت خاتم اور آخر ہونے کے جن نبیوں کو بند کرنا اور روکنا ہے وہ یا مستقل نبی ہیں یا نئی شریعت والے۔ نہ ایسے نبی جو آپؐ کی اتباع اور فیض سے آئیں۔

پس بایں معنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حدیث کَیْفَ تَھْلِکُ اُمَّۃٌ اَنَا

---

[1] ترجمہ:۔ کیسے ہلاک ہوسکتی ہے وہ اُمت جس کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں مسیح ابن مریم ہیں۔

اَوَّلُهَا وَالْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ آخِرُهَا کے رُو سے اُمّتِ محمدیہ کے اوّل میں ہو کر آنا اور مسیح موعود کا امّتِ محمدیہ کے آخر میں نبی اللہ ہو کر آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخر الانبیاء ہونے کے منافی نہیں ہوگا۔ اور انہی معنوں میں انبیاء کی مماثلت کو محل کی اینٹوں میں پیش کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے تئیں آخری اینٹ قرار دینا درست سمجھا جا سکتا ہے۔ اس طرح پر کہ مسیح اسرائیلی جو مستقل اینٹ کی طرح ہیں ان کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے وفات یافتہ نبیوں کی طرح فوت ہونا تسلیم کرنے کے ساتھ مسیح موعود کو جو مسیح محمدی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم والی اینٹ کے اندر شامل سمجھا جائے نہ کہ باہر۔ اور یہ صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور فضیلت کے بھی منافی نہیں۔

(۴) لفظ خاتم کے انگوٹھی اور مہر کے معنوں میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا محلِ مدح پر ہی ہے۔ اور وہ اس طرح پر کہ انگوٹھی ایک قسم کا زیور ہے جسے لوگ ہاتھ کی انگلی میں ڈال لیتے ہیں۔ اور انگلی میں ڈال لینے سے انگوٹھی انگلی کے جس حصہ پر ہوتی ہے اسے گھیر لیتی ہے۔ اور انگلی کا وہ حصہ اس کے اندر آ جاتا ہے۔ گویا انگوٹھی محیط اور انگلی محاط ہوتی ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نبیوں کیلئے انگوٹھی ہونا نبیوں کے لئے محیط ہونے کے معنوں میں ہوگا۔ اور اس سے مراد یہ ہوگی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا جامع کمالاتِ انبیاء کی شان میں ہے۔ گویا ہر ایک نبی ایک ایک پھول تھا۔ جہاں وہ سب پھول گلدستہ کی صورت میں جمع کر دیئے گئے اس کا نام محمد خاتم النبیین رکھ دیا گیا۔ حضرت مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام بھی انہی معنوں میں ہے ؎

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال ✽ لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

نیز ؎

ہست او خیر الرسل خیر الانام + ہر نبوت را بروشد اختتام

اور مُہر کے معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی تشریح حسب ذیل ہے۔

(الف) مُہر بغرض تصدیق ہوتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم بمعنے مُہر ہونا نبیوں کی تصدیق کی غرض سے بھی ہے یعنی آپ کی نبوت سے نبیوں کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور آپ کا خاتم النبیین ہونا نبیوں کے لئے مُہر تصدیق ہے۔ اور یہ تصدیق نبیوں کی پیشگوئیوں کا مصداق ہونے کے لحاظ سے ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو تمام نبیوں پر ایمان لانے کا حکم دینے سے سب کی تصدیق فرمائی۔ پھر اس طرح سے بھی کہ تمام فیوض جو پہلے نبیوں کی اتباع سے ملتے تھے وہ سب سب مجموعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوتے ہیں نیز نبیوں کی کتابوں اور تعلیموں کے محرّف و مبدل ہو جانے یا مٹ جانے سے پہلی صداقتیں صرف افسانۂ بے حقیقت سمجھی جا رہی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دوبارہ اپنی نبوت کے فیوض اور برکات سے انکا احیاء کر کے سب کی تصدیق فرمائی یعنی یہ کہ نبیوں کا وجود اور ان کی بعثت حق تھی ان کی نبوت حق تھی اور اُن کی اتباع موجب برکات تھی۔ چنانچہ ان سب کا نمونہ آپ نے ظاہر فرمایا اور قوموں کی تکذیب کو تصدیق سے بدل دیا۔

(ب) اور مُہر بصورتِ افاضہ بمعنے خاتم اِن معنوں میں ہے کہ آپ کی اتباع اور فیض سے ایسی نبوت ملتی ہے جس کے اندر تمام نقوش آپ ہی کی نبوت کے پائے جاتے ہیں۔ اور پھر اس سے آپ کی مظہریت تامہ کاملہ سے تمام نبیوں کی نبوتیں جو آپ کی نبوت جامع کمالات کے مقابل پر متفرق اجزاء کے طور پر ہیں ان سب کے نقوش بھی بصورت افاضہ آپ سے اور آپ کے افاضہ مُہر سے اُمت کے اندر پائے جاتے ہیں۔

انہی معنوں میں حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۹۷ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ:۔

"اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

پس اس اعتبار سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا انگوٹھی کی تشبیہ میں ہے آپ کے جامع کمالاتِ انبیاء ہونے کی طرف اشارہ ہے اور اس اعتبار سے کہ آپ کا خاتم النبیین ہونا مُہر کی تشبیہ میں ہے آپ کے افاضۂ کمال کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ آپ کی کامل اتباع اور آپ کے کامل فیض سے تمام نبیوں کے کمالاتِ نبوت حاصل ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی میں آپ کو جری اللّٰہ فی حلل الانبیاءؐ[۱] کی شان میں ظاہر کرنا بھی انہی معنوں کی تصدیق میں ہے۔

اور خاتم النبیین کی شان کے اظہار میں لفظ خاتم سے جو ایک ہی لفظ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ کمال اور افاضۂ کمال دونوں قسم کی شانوں کا ظاہر ہونا کمالِ بلاغت ہے جو قرآنی الفاظ سے ہی بوصف اعجاز مخصوص ہے۔

(۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ خاتم النبیین کا افاضۂ نبوت کی مُہر کے معنوں میں ہونا اپنے اندر یہ دلالت بھی رکھتا ہے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہوں۔ اور جس طرح آپ سے پہلے ہر قوم کے لئے الگ الگ نبی رہتا تھا آپ خاتم النبیین

---

[۱] ترجمہ:۔ اللہ کا پہلوان سب نبیوں کے لباس میں۔

ہونے سے سب عالموں اور سب جہانوں اور سب قوموں کے لئے رحمت ہوں۔ نیز آپ کے خاتم النبیین ہونے کی شان بعد میں آنے والے نبیوں کے لئے معیارِ نبوت بھی ہے۔ یعنی جس طرح پہلے نبیوں کے بالمقابل آپ کی نبوت و رسالت شانِ رحمت کے لحاظ سے تمام اقوامِ عالم کے لئے وسیع دائرہ رکھتی ہے، اسی طرح آپ کے خاتم النبیین ہونے کی شان کے ذریعے بعد میں مبعوث ہونے والے نبیوں کے لئے معیارِ نبوت کو بھی بہت بلند کیا گیا ہے۔ جسکی تفصیل آیت أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّينَ الخ سے ظاہر ہوتی ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ آپ کے افاضہ کی مُہر جو آپ کی اتباع کے برکات اپنے اندر رکھتی ہے، وہ آپ کی کامل اطاعت سے آپ کی نبوت کی ظلیت میں تمام نبیوں کی نبوتوں کے نقوش ظاہر کرنے والی ہے۔ یعنی جس طرح آپ کی نبوت پہلے سب نبیوں کی نبوتوں پر مشتمل پائی جاتی ہے، اور اپنے نمونہ برکاتِ کاملہ سے سب نبیوں کے کمالات کو دکھاتی ہے، اسی طرح آپ کے بعد بھی جو نبی مبعوث ہوگا، ایک تو وہ آپ کی اتباع سے آپ کے مقامِ ظلیت و مظہریت پر ظاہر ہوگا، جیسے مُہر کے نقوش اصل مُہر کے نقوش کے تابع اور باتباعِ کامل مقامِ مظہریت پر ظاہر ہوتے ہیں۔ دوسرے آپ کی اتباع سے آپ کی مظہریت کا مقام حاصل ہونے سے تمام نبیوں کی نبوتوں کے نقوش بھی ظاہر ہوں گے۔ یعنی آپ کے بعد آنے والا نبی پہلے نبیوں میں سے کسی ایک نبی کا مظہر نہیں ہو سکتا، کہ وہ صرف موسیٰ علیہ السلام کے کمالِ نبوت کے ساتھ، یا عیسیٰ علیہ السلام کے کمالِ نبوت کے ساتھ یا ایسا ہی کسی اور نبی کے کمالِ نبوت کے ساتھ آئے، بلکہ وہ سب نبیوں کے کمالات کے ساتھ آئے گا۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو معیارِ نبوت بعد کے مبعوث ہونیوالے نبی کے لئے قائم کیا گیا ہے، وہ چونکہ براہ راست نبوت کے حصول کے لئے نہیں، بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے واسطہ سے مشروط کیا گیا ہے، جو کسی

اُمتی اور تابع کے سوا ناممکن ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنایا گیا ہے، کہ آپؐ کے بعد جو نبی بھی آئے، آپؐ کی مہر نبوت کا افاضۂ کمال اسکے اندر سارے نبیوں کے کمالاتِ نبوت کا نقش پیدا کرے، اس لئے اس کی وضاحت یوں فرمادی کہ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ۝ ذٰلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا ۝[۱] اس آیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے نتیجہ میں اُمتِ محمدیہ کے لئے یہ وعدہ پُر بشارت پیش کیا گیا ہے کہ اسے انعامِ نبوت بھی ملے گا، انعامِ صدیقیت بھی، انعامِ شہیدیت بھی، انعامِ صالحیت بھی، اور رفاقت کے لحاظ سے یہی لوگ اچھے ہیں۔ اور یہ سب قسم کے انعامات جو اُمتِ محمدیہ کو ملنے والے ہیں، یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے سب پہلی اُمتوں کے بالمقابل بطور فضل اور فضیلت عطا ہوں گے۔

اب یہ سوال کہ یہ سب قسم کے انعامات کس کس قسم کے افراد کو عطا ہوں گے؟ اس کے متعلق فرمایا وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا ۝ یعنی اس کے متعلق خدائے علیم ہی بہتر جانتا ہے جو خالقِ فطرت ہے، اور انسانوں کی استعدادوں کے مدارج کو بخوبی سمجھتا ہے کہ انعامِ نبوت کے لئے کیسے افراد ہیں، اور انعامِ صدیقیت کے لئے کیسے، اور انعامِ شہیدیت کے لئے کیسے، اور انعامِ صالحیت کے لئے کیسے۔

[۱] ترجمہ:- جو اطاعت کریں گے اللہ کی اور اس رسول (یعنی محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم) کی تو یہ لوگ ان لوگوں میں سے ہوں گے جن پر انعام کیا اللہ نے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین میں سے، اور اچھے ہیں یہ لوگ رفاقت کے لحاظ سے، اور کافی ہے اللہ جاننے والا۔

غلاموں کی تجارت مغربی افریقہ میں

(مندرجہ ذیل خط جناب چوہدری نذیر احمد صاحب احمدی مبلغ انچارج کینیما ڈسٹرکٹ (مغربی افریقہ) نے مغربی افریقہ کے ایک پیرامونٹ چیف کو انگریزی میں لکھا۔ اس کا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔ (ایڈیٹر)

مکرم و محترم!

میں نے روزنامہ "گارڈین" کے ۲۲ جنوری ۱۹۴۷ء کے پرچہ میں آپکی لکھی ہوئی کینما ضلع کی تقریب جوبلی کی رپورٹ پڑھی۔ آپ نے اس کی کارروائی میں ذکر کیا ہے کہ ریورنڈ روجرز نے ایک موثر وعظ کیا، جس میں قبائلی جنگوں کی تاریخ بیان کی اور غلاموں کی تجارت کی ابتداء کا سراغ لگاتے ہوئے بتایا، کہ یہ زیادہ تر شمالی افریقہ کی جانب سے آنے والے اسلامی اثر اور ماسا (قبیلہ) کی وجہ سے شروع ہوئی۔ اس سلسلہ میں میں آپ کی خدمت میں چند سطور روانہ کرتا ہوں تاکہ غلاموں کی قدیمی تجارت کے بارہ میں اصلی حقائق سے آپ کو آگاہ کروں۔

میرا دعویٰ ہے کہ ریورنڈ روجرز کی یہ بات سرتاپا غلط ہے، کہ غلاموں کی تجارت زیادہ تر اسلامی اثر یا ماسا قبیلہ کی وجہ سے شروع ہوئی۔ میرا خیال ہے کہ یا تو پادری صاحب ان تاریخی حالات و کوائف سے ناواقف ہیں، جن کی وجہ سے مغربی افریقہ میں غلام فروشی شروع ہوئی، یا اس تعصب اور نفرت کی وجہ سے جو بالعموم اکثر عیسائی پادریوں میں اسلام کے خلاف پایا جاتا ہے، انہوں نے تاریخی حقائق کو غلط طور پر بیان کیا ہے۔ اسلام غلاموں کی تجارت کی اجازت نہیں دیتا، اور کسی حالت

بھی غلامی برداشت نہیں کرتا۔ قرآن مجید نے جس پر مذہب اسلام کی بُنیاد ہے، بہت سے احکام دیئے ہیں۔ جو مطلقاً غلامی کے رواج کے مخالف ہیں۔

سچی بات یہ ہے، جیساکہ تاریخی طور پر معلوم ہوتا ہے ـــــ کہ اس دعویٰ میں ذرہ بھر صداقت نہیں کہ مسلمانوں نے مغربی افریقہ میں غلاموں کی تجارت کی حوصلہ افزائی کی۔ اپنے بیان کی تائید میں مَیں ذیل میں اس درخواست کے اقتباس پیش کرتا ہوں جو سیرالیون کمپنی کی منسوخی کے لئے دی گئی تھی :-

".....جیساکہ اس مذہب (اسلام) کے معتقدین کا طریق ہے، انہوں (مسلمانوں) نے سکول بنائے، جن میں عربی زبان اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے عقائد سکھائے جاتے تھے۔ نیز مسلمانوں کے طریق اختیار کئے گئے ـــ بالخصوص یہ طریق کہ اپنے کسی ہم مذہب کو بطور غلام کے فروخت نہ کیا جائے نیز ان باتوں کا جو زیادہ تر سواحل کی آبادی کو گھٹانے کا موجب ہوتی تھیں قلع قمع کر دیا گیا۔ اور بہت سی داخلی گڑبڑ کے باوجود نسبتاً ایک بڑے درجہ کی تہذیب، اتحاد اور امن کو رائج کر دیا گیا ...."

سٹیٹ آف سیرالیون کے بارہ میں کمشن کی رپورٹ بابت ۱۸۱۰ء کے اقتباسات ملاحظہ ہوں :-

(۱) "غلاموں کی تجارت کے دبانے میں محمدی مذہب نے بھی حصہ لیا ہے۔"

(۲) "قریباً چھ سال قبل شریف مکہ نے ان تمام مانڈنگو قبائل میں تشہیر کیلئے فولا کے بادشاہ کو مکتوب بھیجا، جس میں غلام فروشی کو سختی سے منع کیا۔ یروبا، فولاتی اور دوسرے قرب وجوار کے قبائل میں بھی اس خط کی تشہیر کی گئی۔"

(۳) "..... غلاموں کی تجارت کے متعلق بتایا گیا، کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ ان تعلیمات میں یہ اعلان کیا گیا ہے، کہ جو لوگ

یورپین اقوام کے ساتھ اس تجارت پر باوجود منع کرنے کے اصرار کرتے ہیں ان پر آخرت میں خدا تعالیٰ کا خوفناک غضب نازل ہوگا۔ اور اگرچہ اس مسودہ کی اشاعت حتی الامکان روکی گئی تھی تاہم وہ ایسے وابستگان عقائد اسلامیہ تک پہنچ رہا تھا جو اتنی عقل رکھتے تھے کہ اس کا مطلب بآسانی سمجھ سکتے۔ غلاموں کی تجارت کو روکنے کے قرینِ مصلحت ہونے کے بارے میں یہ امر ہم آہنگی رائے کے ظاہر کرنے کا فائدہ دیتا رہا۔

مذکورہ بالا امور کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس بات میں ذرہ بھر شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ محمدیوں نے (جو غلط طور پر اس نام سے پکارے جاتے ہیں جو نام مسلم ہے) اس تباہ کن اور انسانیت سوز کام (غلاموں کی تجارت) کا سدِ باب کرنے اور ہمیشہ کے لئے روکنے میں بہت بڑا حصہ لیا۔

میں آپکی خدمت میں اس خط کے ساتھ کتاب "اسلام اور غلامی" کا ایک نسخہ بطور ہدیہ ارسال کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ آپ اسے مہربانی کرکے اوّل سے آخر تک مطالعہ فرمائیں تاکہ آپ کو تفصیلی اور یقینی طور پر علم ہو جائے کہ اسلام اور مسلمانوں نے روئے زمین سے غلامی کو دُور کرنے کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔

اعتذار

امرتسر اور لاہور میں خطرناک فرقہ وارانہ فسادات کی وجہ سے اس ماہ رسالہ کے لئے پُورا کاغذ حاصل نہ ہوسکا۔ اس لئے اس مرتبہ رسالہ کا حجم کم کرنا پڑا انشاء اللہ حالات سُدھر جانے پر اس کمی کی تلافی کردی جائے گی۔ امید ہے ناظرینِ کرام ہماری مجبوری کے پیشِ نظر یہ معذرت قبول فرمائیں گے۔

خاکسار:۔ مینجر "ریویو"

ہندوستان میں

تاریخ تبلیغِ اسلام

گذشتہ سے پیوستہ

(از جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی)

تبلیغِ اسلام کا پانچواں سبب

تحقیق و تدقیق اور مطالعہ و غور

ہمیں تبلیغِ اسلام کی تاریخ تلاش کرتے ہوئے ہندوستان میں بعض ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ یہاں کے راجاؤں اور اہلِ علم و دانش نے بطورِ خود تحقیق و تدقیق اور غور و فکر کرکے اور اچھی طرح سوچ سمجھ کر اسلام کو اختیار کیا۔ اُن کے پاس کوئی مبلغ براہِ راست نہیں پہنچا۔ مگر جب اسلام کا آوازہ اُن کے کانوں میں پڑا تو اُن کی سعید فطرت خود اِس طرف راغب ہوئی، کہ دیکھنا چاہیئے یہ کیا معاملہ ہے۔ اور جب انہوں نے اچھی طرح تفتیش کی تو حق اُن پر ظاہر ہوگیا اور انہوں نے اپنا آبائی مذہب چھوڑکر اسلام قبول کر لیا۔ اِس ذیل میں ہم ایک قصہ راجاؤں میں سے اور ایک واقعہ عوام میں سے یہاں بیان کرتے ہیں:۔

(۱) چودھویں صدی عیسوی کے آخر میں مشرقی بنگال میں ایک راجہ سلطنت کرتا تھا جس کا نام کنس تھا، اُس کا بیٹا اور ولیعہد جٹ مل بڑی تحقیقی طبیعت لیکر پیدا ہوا تھا۔ مشرقی بنگال میں دو سو برس سے مسلمان آباد تھے۔ جٹ مل ہمیشہ مسلمانوں سے

مذہبی گفتگو کرتا رہتا اور کتابیں دیکھتا رہتا تھا۔ اکثر اپنے دل میں ہندومت اور مذہب اسلام کا مقابلہ کرتا اور برابر سوچتا رہتا تھا۔ جو شکوک و شبہات پیدا ہوتے وہ پنڈتوں کے سامنے بھی پیش کرتا اور مسلمانوں کے سامنے بھی۔ اس طرح مدت کی تحقیق و تلاش کے بعد اُس پر واضح ہوگیا کہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو اطمینانِ قلب کا موجب اور نجاتِ اُخروی کا باعث ہوسکتا ہے۔ اور یہی وہ دین ہے جس کی پیروی کرکے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔

مذہب کے متعلق جٹ مل کی تحقیقات مکمل ہوئی ہی تھی کہ یکایک ۱۲۰۴ھ میں اُس کے باپ کا انتقال ہوگیا۔ وارث اور ولیعہد جٹ مل تھا۔ مگر تختِ سلطنت پر متمکن ہونے سے پہلے اُس نے تمام ارکینِ دولت اور اعیانِ سلطنت کو جمع کیا اور ایک بڑا عظیم الشان دربار منعقد کیا جس میں عوام کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔ جب سب لوگ اپنی اپنی جگہ آکر بیٹھ گئے، تو جٹ مل کھڑا ہوا اور اُس نے کہا۔ "میرے پتاجی کے معزز ساتھیو! راج کی محترم ہستیو! اور رعیت کے شریف انسانو! میں نے اِس وقت آپ سب صاحبان کو یہاں جمع ہونے کی اس لئے تکلیف دی ہے کہ گدی نشین ہونے سے پہلے میں ایک بات صاف صاف طور پر آپ کے سامنے پیش کر دینا چاہتا ہوں۔ تاکہ بعد میں کسی کو شکایت کا موقع پیدا نہ ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے عرصہ دراز کی تلاش و تحقیق کے بعد یہ بات معلوم کرلی ہے، کہ دُنیا بھر کے مذاہب میں صرف اسلام ہی سب سے بہتر مذہب ہے۔ اور یہی ایسا دین ہے جس پر چلکر ہم خدا تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور صرف اسلام ہی ہمیں نجات کا صحیح راستہ بتاتا ہے۔ اِس فیصلہ میں اب مجھے کسی شک اور شبہ کی گنجائش نہیں رہی، اور میں نے فیصلہ کیا کہ بُت پرستی چھوڑ کر اسلام اختیار کرلوں۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میری بدقسمتی سے میرے پتاجی کا انتقال ہوگیا اور آپ لوگ، ایک نہایت عقلمند، عادل اور

مستعد فرمانروا سے محروم ہو گئے۔ مجھے بھی اُن کی وفات کا بیحد صدمہ ہے۔ مگر تقدیری معاملات میں کیا چارہ ہے۔ اب جبکہ سلطنت کا بار میرے نازک کندھوں پر آپڑا ہے تو مَیں آپ صاحبان کو کسی دھوکہ میں رکھنا نہیں چاہتا، اور صاف طور پر آپ کو بتلا دیتا ہوں کہ مَیں مسلمان ہوں۔ نہ مَیں اِس حقیقت کو چھپاؤں گا اور نہ کبھی اس کے اظہار سے شرماؤں گا۔ اگر آپ کے خیال میں میرا اسلام سلطنت کے لئے مُضر ہے اور آپ مجھے پسند نہیں کرتے اور میرے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے مجھ سے نفرت کرتے ہیں تو مَیں پوری خوشی اور طمانیتِ قلب کیساتھ اِس تمام راج پاٹ کو چھوڑتا ہوں میرے چھوٹے بھائی کو یا جسے آپ پسند کریں اپنا راجہ بنا لیں۔ مجھے نہ راج کی خواہش ہے نہ سلطنت کی آرزو۔ جاؤ اور جس کو چاہو اپنا راجہ منتخب کر لو۔ اور مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دو۔"

بڑے تعجب کی بات ہے کہ راجہ کی یہ تقریر سُن کر تمام اراکینِ سلطنت، امراء دولت اور رعایا کے نمائندوں نے متفقہ طور پر عرض کی کہ "حضور جو بھی مذہب چاہیں اختیار کریں۔ ہم بہر حال آپ کے خادم اور مطیع ہیں اور آپ کے ہوتے ہوئے ہرگز کسی شخص کو اپنا راجہ تسلیم نہیں کر سکتے۔ آپ بیشک شوق سے اپنا مذہب تبدیل کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

اِس پر راجہ نے اپنے مُلک کے چند معزز مسلمان اشخاص کو بُلایا تاکہ وہ اُن کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کرے، اور وہ اُس کے اسلام کے گواہ رہیں۔ جب وہ لوگ آئے اور دربار آدمیوں سے بھر گیا، تو راجہ نے اس بھرے دربار میں کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام قبول کیا، اور جٹ مل کی بجائے اپنا نام جلال الدین محمد رکھا۔

ایسا عجیب و غریب نظارہ کہ کسی راجہ نے اس شان و شوکت کے ساتھ اسلام قبول کیا ہو، اس سے پہلے ہندوستان کی سرزمین پر کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔

اس راجہ کے زمانہ میں جس کثرت سے مشرقی بنگال کے لوگ مسلمان ہوئے اتنے ہندوستان کے کسی اور فرمانروا کے عہد میں نہیں ہوئے (دعوتِ اسلام آرنلڈ صفحہ ۲۹۴)

(۲) آپ راجاؤں میں سے تحقیق کے بعد اسلام قبول کر لینے کی مثال پڑھ چکے ہیں لیجئے اب عوام میں سے اسی قسم کی ایک مثال سنیئے:۔

ریاست پٹیالہ کے ایک قصبہ پائل میں کوٹلہ ایک برہمن رہا کرتا تھا۔ اچھا کھاتا پیتا اور خوشحال شخص تھا۔ اس کے ایک ہی لڑکا تھا جسے اس نے بڑے ناز و نعم سے پالا تھا اور بڑی اعلیٰ تعلیم دلائی تھی۔ لڑکا قابل تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں ایک عالم فاضل اور ودوان پنڈت بن گیا۔ اور اس کے علم و فضل کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ اسلام کا نام اس کے کان میں پڑ چکا تھا۔ اس لئے اسے بچپن ہی سے یہ چیٹک لگ گئی کہ کم از کم تحقیق تو کرنا چاہیئے کہ کونسا مذہب سچا ہے؟ اور جب ہر طرح غور و فکر کرنے کے بعد اس پر حقیقت آشکارا ہو گئی کہ پاک پروردگار کا تیرتھ ہردوار نہیں، بلکہ کعبہ ہے، تو وہ بلا تامل اپنے قدیم مذہب کو چھوڑ کر اسلام کی آغوش میں آ گیا۔ اس کے رشتہ دار اور گھر والے سخت برہم ہوئے اور اسے طرح طرح کی ایذائیں اور تکلیفیں دینی شروع کیں۔ مگر کوئی چیز بھی اس کو اپنے ارادہ سے نہ روک سکی۔ مسلمان ہونے کے بعد اسنے اپنا نام عبید اللہ رکھا۔

مولوی عبید اللہ جہاں سنسکرت کے فاضل پنڈت تھے، وہاں عربی کے بھی بہت بڑے عالم تھے۔ یہ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں سے بعض عیسائیوں کی تردید میں ہیں اور بعض ہنود کی۔

آپ نے ایک نہایت دلچسپ اور عجیب کتاب ہندوؤں کے مذہب اور ان کی مورتیوں کے متعلق لکھی ہے جس کا نام تحفۃ الہند ہے۔ اس کے شروع میں اپنے مسلمان ہونے کا حال اس طرح تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ فقیر لڑکپن میں اپنے باپ کے جیتے جی گرفتار دین بُت پرستی کا تھا۔ اتنے میں رحمتِ الٰہی نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور عقل خداداد نے مشورہ دیا کہ دین اور مذہب کی تحقیق میں کہ ہمیشہ کا عذاب اُسی پر موقوف ہے غفلت کرنا اور بے تحقیق کے صرف ماں باپ کی رسم سے گمراہی کے جال میں پھنسے رہنا کمال نادانی ہے۔ پس یہ خیال کر کے مشہور اور رواجی دینوں کا حال دریافت کرنے لگا۔ اور بدون رعایت کسی دین کے ہر مذہب میں فکر و خوض کیا۔ ہندوؤں کے دین کو بخوبی تحقیق کیا، اور اُن کے بڑے بڑے پنڈتوں سے گفتگو کی، اور دینِ نصاریٰ کے اعتقاد کو بخوبی معلوم کیا، اور دینِ اسلام کی کتابیں بھی دیکھیں۔ اور عالموں سے بات چیت رہی۔ اور سب دینوں کو بنظرِ انصاف بغیر لگاؤ کسی دین کے سوچا اور خوب پہچانا۔ سب کو غلطی اور گمراہی پر پایا، سوائے دینِ اسلام کے، کہ خوبی اُس کی اچھی طرح ظاہر ہو گئی۔ پیشوا اس دین کے جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسی خوبیوں اور اخلاق کے ساتھ موصوف ہیں کہ زبان اُس کے بیان سے عاجز ہے۔ اور اعتقادات اور عبادات اور معاملات اور اخلاق جو اس دین کے اندر ہیں جو کوئی معلوم کرتا ہے خود جان لیتا ہے کہ سبحان اللہ کیا سچا دین ہے کہ کوئی بات اُس کی ایسی نہیں ہے جس میں معبودِ حقیقی کی طرف توجہ نہ ہو۔

الحاصل اللہ کی عنایت سے حق اور ناحق مانند دن اور رات کے اور اجالے اور اندھیرے کے جُدا جُدا ہو گیا۔

ہر چند کہ بہت مُدت سے حال ساتھ نورِ اسلام کے منور اور مُنہ ساتھ کلمۂ شہادت کے معطر تھا۔ لیکن نفس اور شیطان نے عیش و آرام دُنیائے بے بُنیاد کی زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا۔ اور مُدت تک میرا حالِ ظاہری رسومِ کفر سے

خراب رہا۔ آخر جذبہ توفیقِ الٰہی کا بزبانِ حال فرمانے لگا کہ اِس گوہرِ بے بہا کو کب تلک پردہ کے صدف میں، اور اِس عطرِ راحت افزا کو کہاں تک حجاب کے صندوقچہ میں رکھیگا۔ اس موتی کو گلے کا ہار بنانا چاہیئے اور اس عطر کی خوشبو سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اور علمائے باعمل نے بھی فتویٰ دیا کہ دینِ اسلام کو چھپانا اور لباس، اور وضع کفّار کی رکھنا جہنّم کو پہنچاتا ہے۔ سو الحمد للّٰہ کہ سن بارہ سو چونسٹھ میں دن مبارک عید الفطر کے آفتاب اسلام اِس فقیر کا ابرِ حجاب سے نکل کر جلوہ گر ہوا اور بھائی مسلمانوں کے ساتھ عید کی نماز پڑھی۔"

(تحفۃ الہند صٓ۳)

تبلیغِ اسلام کا چھٹا ذریعہ

اسلامی مساوات کا اثر

ہندوستان میں اشاعتِ اسلام کا چھٹا ذریعہ مسلمانوں کا بے نظیر اصولِ مساوات ہے۔ شودروں کے ساتھ جو سلوک ہندوؤں کا تھا اور اب تک ہے جس ذلّت، حقارت اور نفرت کے ساتھ اُنہیں دیکھا جاتا تھا، اور دیکھا جاتا ہے، اور جس بدترین برتاؤ کے وہ منوشاستر کی رُو سے مستحق سمجھے جاتے تھے، اور سمجھے جاتے ہیں، وہ کوئی چھُپی ڈھکی بات نہیں۔ ذرا ملاحظہ ہو منو مہاراج اُن کے متعلق کیا فرماتے ہیں:-

(۱) برہمن کا کام وعظ و تلقین اور شودر کا کام خدمت و تابعداری ہے۔ (ادھیائے ۱ : منتر ۳)

(۲) برہمن کا وجود بطور چہرہ و سر کے ہے اور شودر کا بطور پاؤں کے۔ (ادھیائے ۱: منتر ۸)

(۳) شودر کے لئے پرماتما نے ایک ہی فرض قرار دیا ہے۔ یعنی صدق دل سے برہمن، ویش اور کشتری کی خدمت کرنا (ادھیائے ۱ : منتر ۹۱)

(۴) برہمن کے نام میں خوشی و مسرت شامل کرنی چاہیئے اور شودر کے نام میں تحقیر و ذلت (ادھیائے ۱: منتر ۳۱)

(۵) شودر کی لڑکی کو اپنے پلنگ پر بٹھانے سے (یعنی شودر لڑکی سے شادی کر لینے پر) برہمن نرک (دوزخ) میں جاتا ہے اور اس کا خاندان تباہ ہو جاتا ہے (۳: ۱۷، ۴۶)

(۶) نہ شودر کو کسی معاملہ میں کوئی مشورہ دینا چاہیئے اور نہ اُسے دھرم کی کوئی بات بتانی چاہیئے۔ جو شخص اس جرم کا مرتکب ہو گا مع شودر کے جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ (۴: ۸۰، ۸۱)

(۷) برہمن کو شودر کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہ کھانا چاہیئے (۴: ۲۲۳)

(۸) برہمن کی بچی کھچی اور پس خوردہ غذا شودر کھائے۔ یہی اُنکی خوراک ہے (۵: ۱۴۰)

(۹) برہمن سے فیصدی دو روپیہ اور شودر سے فیصدی پانچ روپے سود لینا چاہیئے (۸: ۱۴۲)

(۱۰) اگر برہمن کو شودر "تجوز" کہے تو اُسکے عضو کاٹ ڈالے جائیں (۸: ۲۶۷)

(۱۱) اگر شودر کسی برہمن سے بدکلامی سے پیش آئے تو بارہ انگل لوہے کی سلاخ آگ میں خوب گرم کر کے اُس کے مُنہ میں ٹھونس دینی چاہیئے (۸: ۲۷۱)

(۱۲) جو شودر کسی برہمن کو دھرم کی کوئی بات بتائے تو راجہ کا فرض ہے کہ تیل گرم کر کے ایسے گستاخ کے کان میں ڈال دے۔ (۸: ۲۷۲)

(۱۳) اگر کوئی شودر کسی برہمن کو تھپڑ مارے تو اس کا ہاتھ کاٹ دینا چاہیئے۔ پَیر مارے تو ٹانگ اُڑا دینی چاہیئے (۸: ۲۸۰)

(۱۴) اگر برہمن کے برابر کوئی شودر آ کر بیٹھ جائے تو اُس کے چوتڑ کاٹ دینے چاہئیں۔ (۸: ۲۸۱)

(۱۵) اگر کوئی شودر کسی برہمن کے بال یا پاؤں یا ڈاڑھی پکڑے تو اس کے ہاتھ

کاٹ دینا چاہئیں اور یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ اُسے تکلیف ہوگی (۸: ۲۸۳)

(۱۶) برہما نے شودر کو برہمن کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس لئے اُس سے برابر کام لینا چاہئیے (۸: ۴۱۲)

(۱۷) برہمن شودر سے دولت چھین لے اور کچھ پرواہ نہ کرے۔ کیونکہ دولت شودر کی ملکیت نہیں ہو سکتی، وہ بے زر ہے (۸: ۴۱۷)

(۱۸) برہمنوں کی خدمت کرنا شودر کا سب سے بڑا مذہبی فرض ہے (۱۰: ۱۲۲)

(۱۹) شودر طاقت رکھنے پر بھی دولت جمع نہیں کر سکتا۔ (۱۰: ۱۲۹)

(۲۰) یہ بھی شاستر کا حکم ہے کہ اگر شودر وید کا کوئی کلمہ اتفاق سے سُن پائے تو سیسہ پگھلا کر اُس کے کان میں ڈال دیا جائے۔

اسلام میں مساوات کی تعلیم اور اس پر عمل

برخلاف اس کے اسلام کا خدا کہتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو اللہ کا زیادہ فرمانبردار ہے) اور اسلام کے نبیؐ کا ارشاد ہے کہ لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ (کسی عرب کو کسی غیر عرب پر فضیلت نہیں۔) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام (زیدؓ) سے اپنی پھوپھی زاد بہن (زینبؓ) کی شادی کر دی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر زیدؓ زندہ ہوتے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُنہی کو اپنا جانشین بناتے۔ اسی غلام کے اٹھارہ سالہ لڑکے اسامہؓ کو آپؐ نے بڑے بڑے مقتدر صحابہ (ابوبکرؓ، عمر فاروقؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، ابو عبیدہ بن جراحؓ وغیرہ) پر سردار بنا کر شام روانہ کیا۔ وہ حبشی غلام (بلالؓ) جس کی زبان بھی صاف نہیں تھی، اور جو کچھ پڑھا لکھا بھی نہیں تھا جب اس کا انتقال ہوا تو عرب اور عجم کا وہ زبردست اور باجبروت فرمانروا جس کے خوف سے کسرائے ایران اور قیصر روم بھاگے بھاگے پھر رہے تھے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہنے لگا کہ

اُٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا آقا ✦ اُٹھ گیا آج نقیبِ حَشَمِ پیغمبرؐ

اسی حبشی غلام کا نہایت زبردست یونانی فرمانروا اسکندر سے مقابلہ کرتا ہؤا اقبالؔ کہتا ہے ؏

رومی فنا ہؤا حبشی کو دوام ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی اور ایرانی غلام سالمؓ کے متعلق حضرت فاروقؓ نے فرمایا کہ اگر اس وقت وہ حیات ہوتے تو میں اپنے بعد اُنہی کو خلافت کیلئے نامزد کرتا۔ مساوات کی انتہا یہ ہے کہ ایک فارسی الاصل غلام کی نسبت خیرالبشر اور سیّدالعرب والعجمؐ فرماتے ہیں کہ سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلِ الْبَيْتِ ۔ (سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے)

عہدِ نبوت اور دورِ خلافت ہی پر منحصر نہیں، بلکہ اسلام کی تمام تیرہ سو سالہ تاریخ مساوات کے حیرت انگیز نمونوں سے بھری پڑی ہے۔ غلام بڑے بڑے ائمہ دین، مجتہد العصر اور ولیٔ کامل ہوئے ہیں۔ علاقوں کے حاکم اور صوبوں کے گورنر بکثرت غلام ہوتے تھے۔ فوجوں کے سردار اور لشکروں کے سپہ سالار غلام بنائے جاتے تھے۔ بادشاہوں کے وزیر اور سلاطین کے مشیر اکثر یہی غلام ہوتے تھے۔ شہروں کے قاضی اور علاقوں کے مجسٹریٹ غلام ہوتے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ غلاموں کو بادشاہوں نے اپنی سلطنتیں تک سونپ دی ہیں، اور انہوں نے اور ان کی اولاد نے نہایت شان کے ساتھ فرمانروائی کی ہے۔ چنانچہ خاندانِ مملوک نے مصر میں ۲۶۷ برس اور خاندانِ غلاماں نے ہندوستان میں ۸۷ برس بادشاہت کی ہے۔ غرض دُنیا کی کسی قوم اور دُنیا کے کسی مذہب میں مساوات کے ایسے درخشندہ نمونے ہرگز نہیں ملیں گے۔ جیسے اسلام میں نظر آتے ہیں۔

مسلمانوں کی یہ مساوات ہندوستان میں جس عظیم الشان طور پر اشاعتِ اسلام کا موجب ہوئی۔ اس کا کُھلا کُھلا اعتراف نہایت حسرت کے ساتھ خود ہندوؤں کو بھی ہے۔

چنانچہ مہاشہ سنت رام بی۔اے روزنامہ پرتاپ میں لکھتے ہیں:۔

"اسلام کروڑوں اچھوتوں اور شودروں کے لئے خدائی رحمت ثابت ہوا۔ وہ ان کو اسلامی مساوات کا حق دیتا تھا۔ پس یہ لوگ جوق در جوق مسلمان ہو گئے۔" (اخبار پرتاپ لاہور مؤرخہ ۱۱ر نومبر ۱۹۲۵ء)

ہندوؤں کی اپنوں سے نفرت و حقارت کی شکایت اور مسلمانوں کی مساوات کا اعتراف اس قدر عام بات ہے کہ خیر بھی اب ... صاف صاف بیان کرنے سے نہ رہ سکے مسٹر آرنلڈ لکھتے ہیں:۔

"چمار، جولاہے اور موچی ذلت کے نہایت نیچے کے طبقہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ اور ان کی اولاد نسلاً بعد نسل، اس طرح اعلیٰ ذات کے قبضہ میں آجاتی ہے جیسے خریدا ہوا مال۔ برہمن اور چھتری جو ان کے آقا ہوتے ہیں اونچی ذات کے غرور میں ہل کو ہاتھ تک نہیں لگاتے۔ ان مصیبت کے ماروں کو ہل جوتنا پڑتا ہے۔ گاؤں سے دور ایک علیحدہ جگہ پر جہاں سؤروں کے ڈربے ہوتے ہیں ان کو رہنا پڑتا ہے۔ واضح ہو کہ یہ سؤر ان آدمیوں سے زیادہ پاک خیال کئے جاتے ہیں۔ یہ ہمیشہ فاقوں سے مرتے رہتے ہیں۔ ان کے بدن نہایت نحیف، ان کی رنگتیں سیاہ، ان کی صورتیں ہولناک، ان کے چہروں پر بیوقوفی کے آثار، غلیظ اور ناپاک ایسے کہ دیکھنے سے نفرت آئے۔ یہ سب باتیں ان کی بدقسمتی کا ثبوت ہیں۔ جس کی بدولت وہ انسان ہونے کے باوجود جانوروں سے بدتر سمجھے جاتے ہیں۔ پس اس صورت میں تبدیلِ مذہب ان لوگوں کی اس ذلت سے رہائی کا موجب ہوتا ہے۔ ہندوستان میں اسلام کو جس بات سے اصلی قوت حاصل ہوئی ہے، وہ یہی ہے کہ اس میں ذاتوں کی تفریق نہیں ہے۔ اور یہی وہ بڑی چیز ہے جس کی بدولت اسلام نے

ییرو بنالیا ہے۔" (دعوتِ اسلام ص۳۰۸، ص۳۰۹)

ے اس ذریعہ کے متعلق مسٹر آرنلڈ کا بیان درحقیقت بہت غور سے

ےصاحب موصوف فرماتے ہیں:۔

را ہوتا ہے کہ وہ کونسے اسباب ہیں جنہوں نے ہندوستان

عداد کو غیر معمولی طریقہ سے بڑھایا؟ اس کا جواب ہندوؤں

کو دیکھنے سے ملتا ہے۔ اونچی ذات کے ہندو نیچی ذات کے

ت ذلیل و خوار سمجھتے ہیں۔ اور جب کسی نیچی ذات کے ہندو کو

ہیں تو اس کو طرح طرح سے نقصان پہنچاتے ہیں۔ جب ان

ہب سے مقابلہ کیا جاتا ہے، جس میں کوئی ذات سے خارج

ور ہر شخص کو ترقی کرنے کی آزادی ملتی ہے، تو اسلام کے حقیقی

ا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ بنگال کے بہت سے مُلّا ہے جنہیں

پاک سمجھا اس ذلیل حالت سے چھٹکارا پانے کے لئے مسلمان

تِ اسلام ص۳۱۳)

سلوک کا نتیجہ ہے کہ بقول مسٹر آرنلڈ "اکثر نیچی ذات کے ہندو اونچی

ے ظلم و ستم سے عاجز آکر مسلمانوں کی پناہ ڈھونڈتے اور اسلام قبول

تِ اسلام ص۳۰۸)

ا نہ صرف اونچی اور نیچی ذاتوں میں آپس میں دشمنی تھی، بلکہ تماشا یہ تھا

ے کچھ آدمی دنیوی عروج حاصل کر لیتے تھے، تو وہ اپنے ہی بھائیوں

لوں کو ذلیل اور حقیر سمجھنے لگتے تھے۔ اس خلافِ انسانیت فعل کا

نی اہانت کو برداشت نہ کرتے ہوئے وہ ہندو مذہب ہی سے متنفر

پنے بھائیوں کے برے سلوک کی وجہ سے اپنے آبائی دین سے تائب

ہوکر اسلام اختیار کر لیتے تھے۔ آیئے اِس ضمن میں آپکو ایک دلچسپ واقعہ سنائیں۔
سن ۱۵۵۰ء کا ذکر ہے کہ شمال مشرقی بنگال میں "ہاجو" نام ایک شخص نے جو اُن لوگوں میں سے تھا جو ہندوستان کے اصلی باشندے سمجھے جاتے ہیں طاقت حاصل کر کے کوچ میں اپنی سلطنت قائم کی اور مدّت تک وہاں راج کرتا رہا۔
جب ہاجو کا انتقال ہوگیا، اور اس کا بیٹا تختِ سلطنت کا مالک ہوا، تو اُس نے حکم دیدیا کہ سلطنت کے بڑے بڑے عہدیدار اور راجہ کے رشتہ دار تو اونچی اور اعلےٰ ذات میں شمار ہوں گے، اور باقی سب لوگ کم درجے کے اور نیچ ذات سمجھے جائیں گے، اور اُن کو وہ حقوق حاصل نہیں ہوں گے، جو ارکین سلطنت اور راجہ کے عزیزوں کو حاصل ہیں۔
اگرچہ یہ ایک غیر منصفانہ اور ناعاقبت اندیشانہ حکم تھا مگر اس کو تسلیم کئے بغیر چارہ بھی نہیں تھا۔ زبردست مارے اور رونے نہ دے۔
نافذ ہوتے ہی اِس حکم پر شدّت کے ساتھ عملدرآمد ہونے لگا، اور عام رعایا کے آدمی جو راجہ ہی کی برادری کے لوگ تھے، کتّوں سے بھی زیادہ ذلیل ہو کر رہ گئے، جب اِن لوگوں نے اپنی یہ دُرگت دیکھی کہ اُنہی کے ہم قوم اُن کو اتنا ذلیل سمجھتے ہیں، تو کچھ نے غصہ اور جلن میں آکر اور کچھ نے انتقام لینے کے لئے بکثرت اسلام قبول کرلیا، اور مسلمان ہوکر اُن کے مدِّمقابل بن گئے۔ (ملاحظہ ہو دعوتِ اسلام آرنلڈ صفحہ ۲۰۵)
یہ تو شمالی بنگال کا قصہ آپ نے سنا۔ آیئے اب جنوبی بنگال کی کیفیت مسٹر آرنلڈ ہی کی زبانی سُنیئے۔ وہ فرماتے ہیں :-

"داعیانِ اسلام جب بنگال میں پہنچے تو نیچ ذات کے ہندو اور وہاں کے اصلی باشندے جو ہندوؤں کے مذہب سے قریب قریب خارج سمجھے جاتے تھے، اور اپنے آرین سرداروں کے ہاتھوں سے طرح طرح کی ذلتیں

اور اذیتیں اُٹھاتے تھے، مسلمانوں کی طرف ہاتھ پھیلا کر بڑھے۔ ان لوگوں کے نزدیک جن میں مفلس مچھلی پکڑنے والے اور شکاری اور قزاق اور ادنیٰ اقوام کے کاشتکار تھے، اسلام ایک اوتار تھا جو اُن کے لئے آکاش سے اُترا تھا۔ وہ حکمران قوم کا مذہب تھا اور اُس کے پھیلانے والے وہ باخدا لوگ تھے جو توحید کی خبر اور سب انسانوں کے برابر ہونے کا مژدہ ایسی قوم کے پاس لائے تھے جس کو سب ذلیل وخوار سمجھتے تھے۔ اسلام کی ابتدائی رسوم ایسی ہوتی تھیں کہ ہندو کو مسلمان ہو کر پھر ہندو مذہب اختیار کرنا ناممکن ہو جاتا تھا۔ اس لئے ہندو نو مُسلم اور اُس کی اولاد ہمیشہ کے لئے مسلمان ہو جاتی تھی۔ غرض اس طرح اسلام ہندوستان کے ایسے شاداب اور زرخیز خطہ پر پھیل گیا جو بڑی سے بڑی اور جلد سے جلد بڑھنے والی آبادی کو اپنی پیداوار سے پرورش کر سکتا ہے۔ جنوبی بنگال میں اسلام کو مستقل کامیابی جبر و اکراہ کی بدولت حاصل نہیں ہوئی، بلکہ اسلام ہر شخص سے خود مخاطب ہوا، اور مفلسوں میں سے لاکھوں کو اپنا پیرو بنا لیا۔ اُس کی تعلیم نے خدا کا اور انسانی اخوت کا عالی ترین خیال پیدا کر دیا اور بنگال کی کثرت سے بڑھنے والی قوموں کو جو صدہا سال سے ہندوؤں کے طبقہ سے قریب قریب خارج ہو کر ہزار ذلت وخواری کے ساتھ اپنے دن کاٹ رہی تھیں اُن کو اسلام نے اپنی اخوت کے دائرہ میں بلا تکلف شامل ہونے دیا" (دعوتِ اسلام ص۲۹۵، ۲۹۶)

کچھ بنگال ہی پر موقوف نہیں۔ ہندوؤں کا اپنے ہی لوگوں کو ذلیل سمجھنا ایک ایسا ہمہ گیر مرض ہے، جو سارے ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے، مگر اسلام کی اشاعت کے لئے بڑا مفید ثابت ہوا ہے۔ اب ذرا جنوبی ہند کی حالت بھی سُن لیجئے۔ مسٹر آرنلڈ اُس کی کیفیت اس طرح سُناتے ہیں:۔

"مغربی ساحل ہند کے اضلاع میں ذاتوں کا امتیاز بہت سخت ہے ہم یہاں اسکی صرف ایک مثال بیان کرتے ہیں۔ ٹراونکور میں بعض نیچ قوم کے آدمیوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ برہمن سے ۴۰ قدم دور رہیں۔ اس سے زیادہ قریب آنے کی جرأت نہ کریں۔ اور جب رستہ میں ہوں تو پکارتے چلیں تاکہ اونچی ذات والے ان کے پاس نہ آئیں۔ اس قسم کی اور بھی نظیریں کثرت سے بیان ہو سکتی ہیں پس کیا تعجب ہے کہ ان ادنیٰ قوموں کے مسلمان ہونے سے مسلمانوں کی تعداد میں جلد ترقی ہو رہی ہو۔ مسلمان ہو کر ذلت و خواری کی حالت سے نجات پاتے ہیں اور نہ صرف مذہب و تمدن کے لحاظ سے اپنی اور اپنی اولاد کی ترقی کرتے ہیں۔ مغربی ساحل پر موپلا قوم مسلمانوں کی تعداد نیچ قوموں کے مسلمان ہونے سے اس قدر جلد ترقی کر رہی ہے کہ چند سال میں مغربی ساحل کی کل نیچ قوموں کا مسلمان ہو جانا ممکن ہے" (دعوتِ اسلام صفحہ ۲۸۴، ۲۸۵)

تبلیغِ اسلام کا ساتواں ذریعہ

اسلامی تمدن کا اثر

جب مسلمان ہندوستان میں بحیثیت فاتح داخل ہوئے تو اگرچہ انکو روکنے کیلئے ہندو راجاؤں نے کوشش کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ انفرادی بھی ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگایا اور اجتماعاً بھی اس عظیم الشان طوفان کو روکنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی مگر یہ آندھی کسی کے بھی روکے نہ رک سکی۔ اور شمال سے جنوب تک برابر پھیلتی چلی گئی یہاں تک کہ سارے ملک میں مسلمان ہی مسلمان نظر آنے لگے۔

ان نو واردوں کا تمدن انکا طرزِ معاشرت اور ان کے طور طریقے اتنے عملی پسندیدہ اور بہترین تھے کہ عوام کے دل بے اختیار انکی طرف کھچے چلے جاتے تھے جتنا زیادہ یہاں کے ہندوؤں کو مسلمان حملہ آوروں سے واسطہ پڑا اور جس قدر اُن سے تعلق بڑھا اسی قدر

وہ اُن کے تمدّن کے شیدا اور اُن کی عادات و خصائل کے گرویدہ ہوتے گئے! اور بالآخر یہی سبب اُن میں سے بہتوں کے اسلام کا موجب ہؤا۔

تبلیغِ اسلام میں مذکورہ بالا ذریعہ کی تشریح کرتے ہوئے مسٹر آرنلڈ مصنف پریچنگ آف اسلام فرماتے ہیں :-

”مسلمانوں کا علم و ادب پڑھنے اور اُن کی صحبت میں بیٹھنے سے ہندوؤں پر اسلام کا ایسا اثر پڑا جس کو وہ دُور نہیں کر سکے۔ راجپوتانہ اور بندھیل کھنڈ کے راجپوت راجاؤں اور سرداروں میں ابتک اسلام سے ایک تعلق پایا جاتا ہے بلکہ سر الفرڈ لائل نے تو ایشیاٹک اسٹڈیز میں یہانتک لکھدیا ہے کہ بعض موقعوں پر ہندو راجاؤں نے اسلام قبول کرنے کی طرف صاف صاف میلانِ طبع ظاہر کیا ہے۔ شاہانِ مغلیہ نے جس راستہ سے کشمیر میں آمد و رفت رکھی اُسکے کناروں پر ایسے راجہ ابتک موجود ہیں جن کے بزرگوں نے بہت سے اسلامی طریقے اختیار کر لئے تھے۔ اگر سلطنتِ تیموریہ سلامت رہتی تو یہ سب راجا کبھی کے مسلمان ہو گئے ہوتے۔ یہ درویشوں اور پیروں کی صرف ظاہری ہی تعظیم و تکریم نہیں کرتے بلکہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کیلئے مسلمانوں کو معلم اور اتالیق مقرر کرتے ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کی بہت سی رسوم اختیار کر لی ہیں۔ شرعِ اسلامی کے مطابق جانور ذبح کر کے کھاتے ہیں۔ اسلامی مجالس میں پورے ذوق شوق سے اسلامی لباس پہنکر شامل ہوتے ہیں اور وہاں مسلمانوں کی طرح عبادت کرتے ہیں۔ بعض مزاروں اور درگاہوں پر عرس کے وقت ہندو مسلمانوں کی تعداد مساوی ہوتی ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اگر کسی ہندو کے ہاں اولاد نہیں ہوتی اور وہ دیوی دیوتاؤں سے اولاد بخشنے کے لئے التجائیں کرتا اور دُعائیں مانگتا ہے تو ساتھ ہی اس خیال سے کہ جہاں ہزاروں دیوتاؤں سے دُعا مانگتا ہوں وہاں اگر مسلمانوں کے خدا سے بھی التجا کروں تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ دوسرے یہ بھی

خیال ہوتا ہے کہ دُعا مانگنے میں کوئی خسارہ نہ جائے۔ اس لئے مسلمانوں کے خدا سے بھی گڑگڑا کر بیٹا مانگتا ہے۔ چنانچہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ جب کسی ہندو کے ہاں مسلمانوں کے خدا سے دُعا مانگنے کے بعد بیٹا پیدا ہو گیا ہے تو سارا گاؤں کا گاؤں یہ عجیب کرامت دیکھ کر مسلمان ہو گیا ہے۔" (دعوتِ اسلام ص[illegible])

جو ہندو اس طرح مسلمان ہوئے اُن میں سے صرف ایک خاندان کا واقعہ ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

گھاتم پور ایک موضع ضلع کانپور میں ہے۔ اسے ایک ہندو مہاتما گھاتم دیو بائیس نے بسایا تھا۔ اس شخص کے بیٹا نہیں ہوتا تھا اور ہوتا تھا تو مر جایا کرتا تھا۔ طرح طرح کے علاج کئے۔ جو بھی ترکیب کسی نے بتائی وہی کی۔ سب جتن کر کے ہار گیا مگر اولاد نہ ہونی تھی نہ ہوئی۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے اُسے خیال آیا کہ سب کچھ تو کر لیا۔ مندروں پر چڑھاوے بھی چڑھائے۔ مُورتیوں پر روپے بھی نچھاور کئے۔ پنڈتوں کو دان بھی دیئے۔ فقیروں کو خیرات بھی بانٹی، مگر اب تک نخلِ مراد سرسبز نہ ہوا۔ لاؤ اب مسلمانوں کے خدا سے بھی التجاء کر دیکھیں۔ شاید اُسی کو میرے حال پر رحم آئے اور وہی ہمیں اولاد دیدے۔

اب سوال یہ تھا کہ اسکے لئے منت کیا مانی جائے جس سے مسلمانوں کا خدا خوش ہو جائے آخر سوچتے سوچتے مسلمانوں کے خدا کو خوش کرنے کی ایک نرالی ترکیب اسکی سمجھ میں آئی۔ وہ نہایا کپڑے بدلے اور خوب پاک صاف ہو کر حضرت شاہ مدار کے مزار پر گیا۔ وہاں پہلے فاتحہ پڑھی پھر حرفِ مطلب زبان پر لایا اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر التجا کی، اور کہا کہ "اے خدا! میں اولاد کا سوالی ہو کر تیرے حضور میں حاضر ہوا ہوں اور عرض مدعا کیلئے میں نے اس مزار کو اسلئے منتخب کیا ہے کہ یہ ایک اہل اللہ اور صاحبِ حال بزرگ کی قبر ہے اور یہاں لازماً خدا کی رحمت برس رہی ہوگی پس اے مسلمانوں کے خدا! مجھے بیٹا بخش۔
جس سے میری نسل چلے اور میرا نام باقی رہے ؎ وگرنہ یونہی مر کے رہ جاؤں گا
اے اسلام کے خدا! میں منت مانتا ہوں اور پکا وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تیری عنایت سے میرے ہاں بیٹا ہ[illegible]

اصحاب احمد علیہ السلام ———— (گذشتہ سے پیوستہ)

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب (سابق جگت سنگھ)

(مرتبہ جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے قادیان)

(۱۷) ہرسہا ضلع فیروزپور میں سکھوں کی ایک پرانی گدی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد پر حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب، خاکسار، مفتی محمد صادق صاحب، سید امیر علی شاہ صاحب سب انسپکٹر سیالکوٹ اور بعض دیگر احباب ہرسہا گئے، دیکھا کہ بابا نانک کی جو پوتھی وہاں رکھی ہوئی ہے، وہ قرآن مجید ہے۔

خاکسار مرتب عرض کرتا ہے کہ حضور نے ہرسہا کی پوتھی کا ذکر بالتفصیل چشمہ معرفت کیا ہے۔ اور اس سے نیز باباصاحب کے دیگر تبرکات مثلاً چولہ صاحب وغیرہ سے صاحب کے مسلمان ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اور آخر پر پانچ جماعت کے معزز ان کے نام درج کئے ہیں جنہوں نے اس موقع پر ۴ راپریل ۱۹۰۸ء کو گوردصاحب قرآن مجید کی زیارت کی۔ ان سات ارکان میں سے چھٹا نام شیخ عبدالرحیم صاحب لم (سابق جگت سنگھ) کا ہے۔ (ص ۳۲۴ و ص ۳۲۵)

بیان کیا جاتا ہے کہ حضور کی اس کاری ضرب سے بچنے کے لئے سکھوں نے بعد میں مجید کی جگہ کوئی اور کتاب رکھدی ہے اور قرآن مجید کے وہاں ہونے سے اب قطعاً ری ہیں۔

(۱۸) حضورؑ جب بطور مباحثہ گفتگو فرماتے یا کوئی تقریر فرماتے تو حضور کا چہرہ نے لگتا اور آواز میں ایک خاص قسم کی گرج پیدا ہو جاتی۔

(۱۹) جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صاحبزادہ مبارک احمد بیمار ہوئے، تو حضورؑ نے ایسے انہماک سے اُن کی تیمارداری کی گویا حضورؑ کو اور کوئی کام ہی نہیں۔ لیکن جب ان کی وفات ہوگئی تو تدفین کے وقت باغ میں حضورؑ نے ہشاش بشاش چہرہ کے ساتھ ان کی وفات کی پیشگوئی کا ذکر کر کے خدا تعالےٰ کی ہستی کے ثبوت میں ایک پُرمعارف تقریر فرمائی اور ہم نے اُس وقت حضورؑ کے چہرۂ مبارک پر غم اور افسردگی کے آثار نہیں پائے۔

(۲۰) جب کبھی حضورؑ سے گفتگو کرنے کا موقع ملا حضورؑ کو متبسم پایا۔

(۲۱) زلزلہ کے ایام میں حضورؑ نے رقم دیکر مجھے لاہور بھیجا اور مَیں ایک خیمہ خرید کر لایا حضورؑ نے پسند فرمایا۔ لیکن چونکہ پُرانا تھا آندھی آنے سے پھٹ گیا۔ اس پر حضورؑ نے مجھ سے بہت پرسش کی۔ مَیں نے عرض کیا کہ حکیم محمد حسین صاحب قریشی کی معرفت خرید کیا تھا۔ فرمایا ہم نے روپیہ آپ کے ہاتھ میں دیا تھا۔ حضورؑ کا مطلب یہ معلوم ہوتا تھا کہ مجھے بھیجے بغیر بھی قریشی صاحب سے خیمہ منگوا سکتے تھے۔ مجھے اس لئے بھیجا گیا تھا تاکہ مَیں زیادہ احتیاط برتوں۔

خاکسار مرتب عرض کرتا ہے کہ حضورؑ اپنے ایک مکتوب میں حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور کو تحریر فرماتے ہیں کہ "وحی الٰہی کی بنا پر مکان ہمارا خطرناک ہے اس لئے آج ۲۶ مارچ خیمہ خریدنے کے لئے شیخ عبدالرحیم صاحب کے ہاتھ بھیجتا ہوں۔ چاہیئے کہ آپ . . . . اور دوسرے چند دوستداروں کے ساتھ جو تجربہ کار ہوں بہت عمدہ خیمہ معہ قناتوں اور دوسرے سامانوں کے بہت جلد روانہ فرمادیں" (خطوط امام بنام غلام صفحہ ۴ کالم ۲) قریشی صاحب لکھتے ہیں کہ مکان سے مراد باغ کا مکان ہے۔

(۲۲) احمدیت میں چونکہ اکثر احباب اپنی پہلی برادریوں سے کٹ کر آتے تھے اسلئے نئی برادری قائم کر کے ان کی تکالیف کو کم کرنے کے لئے حضورؑ نے ایک رجسٹر بنوایا جس

میں لڑکے لڑکیوں کی فہرستیں درج کرائیں اور بعض دفعہ حضورؑ دعا بھی کرتے [illegible] احباب کے لئے بعض جگہ تحریک فرما دیتے تھے۔ حضورؑ نے مرزا نیاز بیگ صاحب کلانوری کو ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب گوڑیانوی کے رشتہ کے لئے تحریک فرمائی تھی مرزا صاحب نے قبول نہ کی۔ اس وجہ سے حضورؑ کا دل کھٹا ہو گیا اور حضورؑ نے یہ سلسلہ جاری نہ رکھا۔

خاکسار مرتب عرض کرتا ہے کہ مولوی شیر علی صاحب و بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی اس روایت کی تصدیق کرتے ہیں۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحب یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایسا رجسٹر رکھنے کی تحریک مرزا صاحب موصوف نے ہی کی تھی۔ جب انہوں نے ہی اس رشتہ کی تحریک قبول نہ کی تو حضورؑ نے رجسٹر پھڑوا دیا۔

(۲۳) حضورؑ کی طبیعت اکثر خراب رہتی تھی لیکن بایں ہمہ حضورؑ ایک فاتح جرنیل کی طرح جو میدانِ کارزار میں ہمہ تن محو کار ہوتا ہے کام کیا کرتے تھے [illegible] دیکھتے تھے نہ رات، نہ گرمی نہ سردی۔ مرزا ایوب بیگ صاحبؓ و ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحبؓ نے عشاء کے وقت چولہ بابا نانکؒ کا ذکر کیا اور صبح ہی حضورؑ اس کے دیکھنے کے لئے ڈیرہ بابا نانک روانہ ہو گئے۔

(۲۴) حضورؑ اکثر خود نماز میں امام نہیں بنتے تھے۔ ابتدائی ایام میں کبھی حافظ معین الدین صاحب کو امام بنا لیا کرتے تھے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ و حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی عدم موجودگی کی صورت میں کبھی کبھی مجھے بھی امام بنا لیتے تھے۔ مجھے حضورؑ کی اقتدا میں بھی چند ایک دفعہ نماز پڑھنے کا موقع ملا ہے۔

نوٹ از مرتب۔ (۱) اوپر بھائی جی کے ۱۸۹۴ء میں بیعت کرنے کے ذکر میں یہ لکھا گیا ہے کہ احباب کو الگ کیا گیا اور بھائی جی کی بیعت لی گئی۔ احباب کو الگ کرنے کا بھائی جی یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ گو میں نے دوسرے احباب کو رخصت کرنے کے لئے عرض نہیں کیا تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حضورؑ نے فتنہ کے ڈر سے بیعت مخفی رکھنے کیلئے

دوسرے دوستوں کو مسجد سے رخصت کر دیا۔ صرف حضرت مولوی نورالدینؓ، حضرت مولوی عبدالکریمؓ اور مرزا اسمٰعیل بیگؓ پر یس تین وہاں موجود تھے۔ جب میں بیعت کر کے اپنے گاؤں سرسنگھ گیا تو وہاں ایک ہیڈ ماسٹر نے مجھ سے آتھم کے متعلق بحث کی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ میرا حضرت مرزا صاحبؑ سے تعلق ہے تو اس نے کہا کہ بھلا ایسی باتیں مخفی رہ سکتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ باوجود حضورؑ کی اتنی احتیاط کے کسی ہندو یا سکھ نے ہمارے گاؤں میں اطلاع دیدی تھی۔

(۲) روایت ۱۳۲ کے متعلق دریافت کرنے پر بھائی جی نے بتایا کہ مجھے صرف اپنے مضمون کے متعلق یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے پسند فرمایا۔ دوسرے نومسلموں کے مضمون کے متعلق مجھے کچھ یاد نہیں رہا۔

(۳) روایت ۹۰ کے متعلق استفسار پر بھائی جی نے بیان کیا کہ میرے دبانے سے حضورؑ کو کوئی افاقہ نہ ہوا۔ اس وقت حضورؑ کی زبان بند ہو چکی تھی۔ ڈاکٹروں نے دل میں کوئی ٹیکہ لگایا لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آخری حالت خیال کر کے حضرت کے گھرانہ کی خواتین اس کمرہ میں آگئیں اس وجہ سے میں وہاں سے جانے لگا لیکن حضرت نواب صاحبؓ نے مجھے جانے سے منع کیا اور کہا کہ آپ میرے پاس ہی کھڑے رہیں۔

(۴) اوپر مذکور ہوا کہ بھائی جی کے رشتہ دار آپ کے تعاقب میں آئے۔ اور آپ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے مشورہ سے سیکھواں چلے گئے۔ اس سلسلہ میں ہم مولوی خیرالدین صاحب سیکھوانی کی روایات کی قلمی کاپی کر روایت ۱۴۲ ذیل میں لکھتے ہیں۔

مولوی خیرالدین صاحب سیکھوانی اپنی روایات کی کاپی میں روایت ۱۴۲ کے ذیل میں لکھتے ہیں "ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ (جن) دنوں شیخ بھائی عبدالرحیم صاحب (سابق جگت سنگھ) نے اسلام قبول کیا چند روز بعد موضع سرسنگھ . جو شیخ صاحب موصوف کا اصلی

گاؤں ..... ہے۔ ان کے رشتہ دار جو خوب قدآور اور جوان تھے پانچ چھ کس قادیان میں شیخ صاحب کو واپس لے جانے کی نیت سے آئے۔ مَیں اُس وقت حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ کے مطب میں بیٹھا ہوا تھا اور شیخ عبدالرحیم صاحب بھی وہاں ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے مجھے فرمایا کہ اس کو اپنے گاؤں سیکھواں میں ہمراہ خود لے جاؤ۔ چنانچہ مَیں نے فوراً تعمیل کی اور ہم دونوں سیکھواں پہنچ گئے۔ ان کے رشتہ داروں کو بعد میں بازار کے لوگوں سے جو مخالف تھے علم ہو گیا۔ دوسرے دن وہ بھی سیکھواں پہنچ گئے۔ چونکہ سیکھواں میں کثرت سکھ قوم کی تھی انہوں نے سکھ برادری سے میل جول کیا، بعد میں ہمارے مکان پر پہنچے اور شیخ صاحب سے بخوشی مل ملا کر آخر مطالبہ کیا کہ ہم گاؤں سے باہر لیجا کر کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ اگرچہ شیخ صاحب اور ہم اُن کے مطالبہ کو پسند نہ کرتے تھے لیکن اُن کے جذبہ مطالبہ کو بوجہ رشتہ داری نظر انداز کرنا مناسب نہ خیال کر کے رضامندی دیدی گئی۔ جب گھر سے باہر نکلے تو تھوڑے فاصلہ پر جا کر ایک میدان ہے جب وہاں پہنچے تو وہاں اور سکھ وغیرہ جمع تھے۔ یہی گفتگو چھڑ گئی۔ شیخ صاحب نے رشتہ دارانِ خود کو کہا کہ اگر تم زبردستی مجھ کو ساتھ لیجاؤ گے تو مَیں پھر آ جاؤں گا اور مسلمان ہو جاؤں گا۔ اِس پر ایک سکھ جو سیکھواں کا باشندہ اور گوردت سنگھ نام تھا بڑے جوش سے بولا کہ خواہ مخواہ نرم باتیں کرتے ہو ٹانگ پکڑ کر آگے لگاؤ۔ ہم بھی وہاں کھڑے تھے۔ اس سکھ کے جواب میں ہماری طرف سے ہمارے بڑے بھائی میاں جمال الدین صاحب مرحومؓ نے کہا کہ دیکھو! شیخ عبدالرحیم صاحب جو ہمارا بھائی ہے اپنی خوشی سے تمہارے ساتھ چلا جاوے تو ہم روک نہیں سکتے اور اگر زبردستی لیجانا چاہو تو پہلے ہم کو مار لوگے تو اس کو لیجاؤ گے، ورنہ ہرگز نہیں لیجا سکتے۔ پس اس پر سلسلہ گفتگو ختم ہوا۔ آخر انہوں نے التجا کی کہ ہم اس کو الگ لیجا کر ایک بات کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ گاؤں سے کچھ فاصلہ پر

چھپٹر (جوہڑ) تھا وہاں چلے گئے اور ہم بھی اپنے پہرہ پر کھڑے رہے۔ آخر شخص صاحب نے اُن کی کوئی نہ مانی وہ وہاں سے ہی واپس چلے گئے۔ اور شیخ صاحب ہماری طرف آگئے۔ الحمدُ للہ علیٰ ذٰلک۔ اسی وقت ہم مع شیخ صاحب قادیان پہنچ گئے۔ شام کی نماز کے بعد حضرت اقدسؑ کے حضور تمام حالات بیان کئے گئے۔ حضور علیہ السلام نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ مولوی صاحب نے بہت غلطی کی کہ قادیان سے باہر انکو بھیجدیا قادیان سے زیادہ امن کی جگہ کون ہے۔"

حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ نے ایک تحصیلدار دوست کی لڑکی سے شادی کرنے کے لئے بھائی جی سے کہا۔ آپ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتے تھے۔ آپنے کہا کہ تیرہ چودہ روپے میں گذارہ مشکل ہے۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے کہا کہ پھر ہم آپ کی شادی میں دخل نہیں دینگے۔ ایکدن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عشاء کے وقت جسم دبوانے کے لئے بُلوایا۔ حضورؑ کو دَورہ تھا، اس سے افاقہ پر حضورؑ نے سُبحان اللہ سُبحان اللہ کہتے ہوئے فرمایا شیخ صاحب! آپ شادی کرلیں۔ آپنے عرض کیا کہ تنخواہ تیرہ چودہ روپے ہے اس سے گذارہ نہ ہوگا۔ تو حضورؑ نے فرمایا کہ ایسا فکر نہیں کرنا چاہیئے۔ خدا تعالےٰ رزق دینے والا ہے۔ دوسرے دن حضورؑ نے کسی کام کے لئے بُلوایا تو پھر ایسا ہی فرمایا۔ آپنے عرض کیا، کہاں شادی کروں۔ میرے یہاں رشتہ دار تو ہیں نہیں۔ مرزا فضل بیگ صاحب وکیل[۱۵] نے اپنی ہمشیرہ کی شادی کے لئے حضورؑ سے کہا ہوا تھا۔

۱۵؎ الحکم جلد ۴ ص۲۲ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کا ایک مضمون بعنوان "جماعت کی خدمت میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے سیکرٹری کی درخواست" شائع ہوا جس میں جماعت سے چندہ کی درخواست کی گئی جس میں لکھا ہے کہ نواب محمد علی خان نے یہ تجویز نکالی ہے کہ جو شخص پانچ روپیہ ماہوار امداد دے اُسے ٹرسٹی مقرر کیا جائے۔ چنانچہ کمیٹی نے جن احباب کو اپنے حسن ظن سے ٹرسٹی منتخب کیا ان میں "مرزا فضل بیگ صاحب مختار بٹالہ" کا نام بھی ہے (ص۱۱ کالم ۳) مرتب۔

حضورؑ نے اس رشتہ کا ذکر کیا۔ آپ نے عرض کیا کہ وہ بیوہ ہیں، ان کی عمر بڑی ہوگی۔ حضورؑ نے پوچھا، بھلا کتنی بڑی ہوگی۔ آپ نے کہا چھبیس ستائیس سال۔ حضورؑ نے کہا کہ پنجاب کی عورتیں اس عمر میں جوان ہوتی ہیں۔ اتنی عمر میں ہی شادی ہوتی ہے۔ بھائی جی نے مسنون استخارہ کیا اور دعا کی کہ اے خدا یہ تیرے نیک بزرگ بندے ہیں انکی بات تو پوری ہو جائے گی میرے لئے برکت کا موجب ہو تو میسر فرما ورنہ میسر نہ فرما۔ چنانچہ خواب میں دیکھا کہ ایک لڑکی چھوٹی عمر کی ننگے سر آپ کے پاس بیٹھی ہے شادی کا لباس پہنا ہوا ہے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ بھی سامنے بیٹھے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھائی جی اور لڑکی کی شادی ہو گئی ہے۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے اس پر خواب میں ہی بھائی جی کو بشارت دی کہ کیا بابرکت کام ہے۔ اس خواب کے بعد آپ نے حضرت مولوی صاحبؓ کو خوش کرنے کے لئے کہا کہ آپ نے شادی کرنے کو کہا تھا آپ کی بات درست تھی، مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے انکار کیا۔ اب حضرت صاحبؑ نے بھی ارشاد فرمایا ہے، میں ان کے حکم کو ٹال نہیں سکتا۔ آپ اس میں شمولیت اختیار کریں، اور امداد فرمائیں۔ چونکہ مرزا افضل بیگ صاحب کی ہمشیرہ کے ساتھ شادی کرنے کے لئے کہا ہے اس لئے آپ ان کو لکھیں۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے فوراً مرزا صاحب کو جو بٹالہ میں وکالت کرتے تھے لکھا کہ اگر آپ اپنی ہمشیرہ فاطمہ بیگم کا رشتہ کرنا چاہتے ہیں تو ایک ہفتہ کے اندر کر دیں، ورنہ ہم بھائی جی کا انتظام کسی اور جگہ کرتے ہیں۔ وہ قادیان آگئے۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی جو اس مجلس میں شامل تھے بیان کرتے ہیں کہ بھائی عبدالرحیم صاحب شرم کی وجہ سے مجلس نکاح میں شامل نہیں ہوئے۔ بھائی جی کی طرف سے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ ولی تھے اور فاطمہ بیگم کی طرف سے ان کے بھائی۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے ہی نکاح پڑھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مجلس میں شامل تھے۔ بھائی عبدالرحیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک

دوست حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کی طرف سے پیغام لائے کہ چھاروں کا انتظام کریں۔ میں نے کہا کہ جو صاحب نکاح کروا رہے ہیں وہی اس کا بھی انتظام کریں۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحبؓ نے انتظام کیا۔ جب مسلمان ہونے پر حضورؑ نے حضرت مولوی صاحبؓ کے سپرد آپ کو کیا تھا تو حضرت مولوی صاحبؓ کچھ دن اپنے گھر سے اپنے ساتھ آپ کو کھانا کھلاتے رہے لیکن بھائی جی حضرت مولوی صاحبؓ کو ایسی تکلیف دینا نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے آپ نے جلد لنگر کا کھانا شروع کر دیا اور شادی ہونے کے کچھ عرصہ بعد حضورؑ کی خدمت میں لنگر سے روٹی علیحدہ کرنے کے لئے رقعہ لکھا تو حضورؑ نے تحریر فرمایا کہ ہمارا منشاء تو نہیں کہ آپ لنگر سے الگ ہو جائیں۔ آپ کی مرضی۔ چنانچہ آپ نے لنگر سے کھانا لینا ترک کر دیا۔ یہ ۱۸۹۹ء کی ابتداء کی بات ہے۔ ان سے آپ کی مندرجہ ذیل اولاد زندہ ہے۔ (۱) ایک لڑکا کیپٹن ڈاکٹر عبد الرحمٰن حال مقیم پونا۔ (۲) خدیجہ بیگم اہلیہ مولوی فضل الدین صاحب مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ (۳) امۃ اللہ بیگم اہلیہ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب سابق ناظر بیت المال۔ (۴) آمنہ بیگم اہلیہ محمد اسحٰق صاحب ہیڈ ماسٹر ریاست بہاولپور۔ اور (۵) عائشہ بیگم اہلیہ مولوی علی محمد صاحب فاضل اجمیری مبلغ سلسلہ حال ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان۔

وطن میں رہ کر اسلام کا پابند ہونا ناممکن تھا۔ آپ نے مرزا فضل بیگ صاحب کے ذریعہ اپنے حصہ کی نصف حویلی اور پندرہ گھماؤں زمین پانصد روپیہ پر (جو کہ حویلی کی نصف قیمت بھی نہ تھی) ۱/۲ صد سالانہ کی قسط پر اپنے بھائی کو دیدی۔ گو مالی نقصان تو ہوا لیکن آپ کے لئے دینی رنگ میں مفید تھا۔

جب آپ بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ٹیوٹر تھے تو آپ بورڈنگ میں مغرب و عشاء کے درمیان صحاح ستہ میں سے کسی ایک حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ (باقی آئندہ)

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

نمبر ۱۰۰۹۵:۔ منکہ مبارکہ بیگم بقاپوری بنت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری قوم جالپ کھوکھر پیشہ طالب علمی عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالفضل بقلم ۱۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے صرف مجھ کو میرے والد صاحب کی طرف سے بطور جیب خرچ سات روپے ملتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور اقرار کرتی ہوں کہ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ:۔ مبارکہ موصیہ۔ گواہ شد:۔ محمد صادق ایس۔ ڈی۔ او۔ ایم۔ ای۔ ایس دارالفضل۔ گواہ شد:۔ محمد ابراہیم بقاپوری سابق امیر التبلیغ سندھ۔

نمبر ۱۰۰۸۷:۔ منکہ فیض احمد خاں ولد چوہدری غلام خانصاحب مرحوم قوم جٹ پیشہ زمینداری عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۱۴ء ساکن کوٹ پڈا اسٹوہ لگدیاں ڈاکخانہ بدوملی ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴۲-۳-۲۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ اراضی تعدادی ۱۰۰ کنال بلا شرکتِ غیری ہے اس میں کر ۵۰ کنال چاہی ہے۔ ۵۰ کنال بارانی ہے۔ قیمتی -/۸۰۰۰ تقریباً۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنیکے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ فیض احمد خاں۔ گواہ شد:۔ خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد:۔ محمد عبداللہ گدیاں۔ گواہ شد:۔ محمد صادق

نمبر ۱۰۰۸۸:۔ منکہ مختار احمد ولد فضل داد خاں صاحب۔ قوم گوجر پیشہ تعلیم عمر ۱/۲ ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن موضع فونن (حال فضل عمر ہوسٹل قادیان) ڈاکخانہ برنالی ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴۳-۳-۲۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں۔ میں تعلیم حاصل کرتا ہوں۔ میری ماہوار آمد جو کہ جیب خرچ ہے مبلغ -/۱۰ روپے ہے۔ اس کے ۱/۹ حصہ کی وصیت کرتا ہوں نیز اس جائیداد کی بھی جو میرے مرنے پر ثابت ہو ۱/۹ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ مختار احمد تھرڈ ایر سٹوڈنٹ تعلیم الاسلام کالج قادیان۔ گواہ شد سلطان حسین

بقلم خود۔ گواہ شد:۔ بشارت الرحمن لیکچرار تعلیم الاسلام کالج قادیان + نمبر ۱۰۰۹۰ :۔ منکہ
مطلوبہ خاتون زہرہ زوجہ ناصر الدین عبداللہ صاحب قوم راجپوت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی
ساکن کاہنور ضلع رہتک حال قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۱/۴۶
حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے: زیور نقرئی ۲/۵ تولہ۔ زیور
سنہری دو تولہ قیمتی -/۲۷۵ روپیہ۔ -/۵ روپے جیب خرچ میرے شوہر کی طرف سے ملتے ہیں۔
اور میری ملکیت ۶ کنال زمین زرعی موضع بگول میں ہے، قیمت دو ہزار روپیہ ہے۔ ان سب کا
دسواں حصہ ماہ بماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ نیز زیور کا بھی دسواں حصہ
ادا کر دوں گی۔ اسکے علاوہ میری کوئی جائیداد یا زیور یا نقد روپیہ میرے مرنے پر ثابت ہو اس کے
دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے ورثاء کو کسی قسم کا اعتراض نہ ہوگا۔
حق مہر میں نے اپنے خاوند سے وصول کر لیا ہے جو زمین کی صورت میں ہے۔ الامۃ:۔ مطلوبہ خاتون زہرہ
گواہ شد:۔ ناصر الدین عبداللہ خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ قاضی غلام نبی سیکرٹری مال دارالسعۃ
دارالاحسان + نمبر ۱۰۰۹۴ :۔ منکہ حافظ عبدالکریم ولد میاں فتح دین صاحب قوم پٹھان پیشہ
ملازمت عمر ۴۴ سال بیعت ۱۹۲۶ء ساکن خوشاب محلہ احمدیانوالہ ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا۔
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۹/۴۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری
جائیداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان جو اندازاً ۱۲ مرلہ بلا شراکت غیری ہے۔ اس کے علاوہ میری
ماہوار تنخواہ -/۳۵ روپے ہے۔ ہر دو مذکورہ بالا جائیداد اور ماہوار تنخواہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت
کرتا ہوں۔ آئندہ جو جائیداد پیدا کروں گا اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ میرے
مرنے پر جس قدر جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔
العبد:۔ حافظ عبدالکریم خوشاب محلہ احمدیانوالہ۔ گواہ شد:۔ سید نوبہار شاہ خوشاب۔ گواہ شد
چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا + نمبر ۱۰۰۶۳ :۔ منکہ خدیجہ بیگم زوجہ ظہور الدین صاحب
قوم ککے زئی افغان عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کمہار حال قادیان بقائمی ہوش و
حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۴/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد آٹھ
کنال زمین موضع کمہار میں ہے۔ نیز ۲ تولے زیور طلائی اور ۴۰ تولے زیور نقرئی ہیں اسکے
۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت
حاوی ہوگی۔ الامۃ:۔ خدیجہ بیگم موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ اقبال احمد خان ایاز واقف زندگی

دارالفضل گواہ شد:- سید اعجاز احمد انسپکٹر بیت المال **نمبر ۱۰۰۶۴ :- ملکہ رضیہ بیگم** زوجہ مرزا عبدالمجید صاحب قوم افغان عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن پشاور حسب ذیل بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ ۳۵/۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ ایکہزار روپیہ حق مہر بذمہ شوہرم اور ۶۰۰/- روپے کا زیور ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز مجھے دس روپے ماہوار جیب خرچ شوہرم کی طرف سے ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتی رہوں گی۔ میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ:- رضیہ بیگم موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد:- مرزا عبدالمجید ڈی۔ ایس۔ پی پشاور خاوند موصیہ۔ گواہ شد:- مرزا آفتاب احمد دفتر انسپکٹر جنرل شفاخانہ جات سرحد پشاور

نمبر ۱۰۰۶۵ :- مسماۃ ریشم بی بی زوجہ چوہدری فتح محمد صاحب قوم جٹ عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۱۱ء ساکن دارالرحمت ڈاکخانہ کھمبالیاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ ۳۵/۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر ۳۲/- روپے بذمہ خاوند۔ میرے پاس زیور کوئی نہیں اور نقد مبلغ ۲۶۸/- روپے میرے پاس ہیں۔ کل ۳۰۰/- کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ:- ریشم بی بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:- چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد:- چوہدری فتح محمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد:- مرزا نصر اللہ خاں دارالرحمت زیدکا

نمبر ۱۰۰۶۶ :- مسماۃ رابعہ بیگم زوجہ بابو محمد صدیق صاحب قوم شیخ عمر ۴۴ سال بیعت ۱۹۱۲ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ ۳۵/۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد کوئی نہیں۔ حق مہر ۲۰۰/- روپے ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ زیور میرے پاس کوئی نہیں۔ الامتہ:- رابعہ بیگم دارالفضل۔ گواہ شد:- محمد صادق خاوند موصیہ۔ گواہ شد:- سلطان احمد (چچا)

نمبر ۱۰۰۶۷ :- منکہ ڈاکٹر رفیق احمد ولد ڈاکٹر ایس۔ اے صوفی قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال بیعت ۱۹۲۸ء ساکن جگادھری ضلع انبالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ ۳۵/۷ حسب ذیل وصیت

کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ -/۲۰۰ روپے
ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔
میرے مرنے پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان
ہوگی۔ العبد۔ ڈاکٹر رفیق احمد ایم بی۔ بی ایس اسسٹنٹ ڈیمونسٹریٹر گلنسی میڈیکل۔ گواہ شد۔
ڈاکٹر غلام مصطفےٰ وکٹوریہ جوبلی ہسپتال امرتسر۔ گواہ شد۔ قاضی محمد نذیر ہاسٹل کلرک
امرتسر + نمبر ۱۰۰۷۳ ۔ منکہ زینب بی بی زوجہ عبدالعزیز صاحب قوم پٹھان عمر ۴۵ سال
بیعت سنہ ۱۹۲۲ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳/۴/۴۷ حسب ذیل
وصیت کرتی ہوں۔ میری آمد اور میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں صرف ایک سو روپیہ نقد
موجود ہے۔ اسکے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور اگر کوئی
آمد یا جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر
بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو اس کے بھی
دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ: زینب نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔
مرزا عزیز احمد۔ گواہ شد۔ عبدالعزیز + نمبر ۱۰۰۷۶ ۔ منکہ صفیہ بیگم بنت چوہدری محمد اکرم
خانصاحب قوم جٹ کاہلوں عمر ۱۶ سال پیدائشی احمدی ساکن چک نمبر ۱۱ ڈاکخانہ سانگلہ ہل ضلع
شیخوپورہ حال نصرت آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ فضل بھمبرو ضلع تھرپارکر سندھ۔ بقائمی
ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۴/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ مجھے اسوقت
اپنے والدین کی طرف سے مبلغ -/۱۰ روپے بطور جیب خرچ کے ملتا ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی
وصیت کرتی ہوں۔ اسکے بعد اگر کوئی اور جائیداد یا رقم میری بطور ملکیت ہو تو اس پر بھی یہ
وصیت حاوی ہوگی۔ الامتہ: صفیہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد اکرم خان والد موصیہ۔ گواہ شد
حمید احمد سنیاسی دیہاتی مبلغ موصی نمبر ۴۹۴۵ محمد آباد اسٹیٹ سندھ + نمبر ۱۰۰۷۷ ۔ منکہ
ظہور الدین ولد نبی بخش صاحب قوم ککے زئی افغان پیشہ تجارت عمر ۶۵ سال بیعت مارچ
سنہ ۱۹۰۲ء ساکن دھرمکوٹ بگہ ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و
اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۴/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا گذارہ تجارت پر ہے۔ مبلغ -/۲۵۰۰
روپیہ لگا ہوا ہے میرا جو آمد تجارت کی صورت میں ہوگی اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا اور
اس کے علاوہ میری ۴ عدد دکانیں خام ہیں قیمتی -/۱۰۰۰ اور دو مکان خام مالیتی -/۱۵۰۰

ہے۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ ظہور الدین بقلم خود دارالفضل۔ گواہ شد:۔ اقبال احمد ایاز واقف زندگی دارالفضل۔ گواہ شد:۔ سید اعجاز احمد انسپکٹر بیت المال +

نمبر ۷۰۰۰:۔ منکہ عزیزہ بیگم بنت فضل محمد صاحب قوم ککے زئی عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۴/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائیداد کوئی نہیں صرف ایکسو روپیہ نقد ہے جس کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمد از مزدوری مبلغ دس روپے ہے جسکے ۱/۸ حصہ کی وصیت بھی کرتی ہوں۔ آمد کی کمی بیشی کی اطلاع دیتی رہونگی۔ میرے مرنے پر اگر کوئی جائیداد میری ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ:۔ عزیزہ بیگم موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ خواجہ بشیر احمد ہگل دارالرحمت۔ گواہ شد:۔ سیٹھی کرم الٰہی سیٹھی منزل دارالعلوم +

نمبر ۷۰۰۱:۔ منکہ عائشہ بیگم زوجہ نصیر الدین صاحب قوم انصاری عمر ۴۵ سال بیعت ۱۹۲۲ء ساکن سرگودھا حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس جو زیور تھا وہ فروخت کر دیا ہے۔ وہ دو صد پچاس روپے میرے پاس ہیں جو کہ میں نے اپنے خاوند کو تجارت کیلئے دے رکھا ہے۔ اور علاوہ ازیں -/۵۰ روپے جو میری محنت کا کمایا ہوا ہے وہ بھی اپنے خاوند کو تجارت میں لگانے کو دیا ہوا ہے اور میں اپنی محنت سے اندازاً -/۸ روپے ماہوار کما لیتی ہوں۔ اس کے علاوہ -/۵۰ روپے مہر کے بذمہ خاوند ہیں۔ میں اس کل کے ۱/۹ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ:۔ عائشہ بیگم موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ محمد ابراہیم ڈرائیور اسسٹنٹ سیکرٹری وصایا سرگودھا۔ گواہ شد:۔ بشارت علی خاں سیکرٹری مال سرگودھا +

نمبر ۷۰۰۸:۔ منکہ عطاء اللہ ولد بابو شکر الٰہی صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن نبی پور ڈاکخانہ گورداسپور ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم فروری ۱۹۴۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ ابھی میرے والد صاحب بفضل تعالیٰ زندہ ہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد -/۵۷ روپے ہے۔ جس کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کے طور پر ادا کرتا رہونگا

اگر کوئی جائیداد پیدا کروں گا تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور میرے مرنے کے بعد جتنی میری جائیداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: عطاء اللہ۔ گواہ شد: شکر الٰہی والد موصی مذکور۔ گواہ شد: فقیر احمد +

نمبر ۱۰۰۸۴: منکہ عائشہ بیگم زوجہ میاں عبد اللطیف صاحب قوم مغل چغتہ پیشہ خانہ داری عمر ۴۶ سال پیدائشی احمدی ساکن بیرون دہلی دروازہ لاہور ڈاکخانہ خاص ضلع لاہور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ جنوری ۱۹۴۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ حق مہر جو کہ خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے مبلغ -/۶۰۰ روپے صرف۔ ۴ عدد طلائی مرکیاں وزن ایک تولہ۔ اور میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہیں۔ مندرجہ بالا جائیداد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میرے مرنے کے بعد اگر میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اسکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ: نشان انگوٹھا عائشہ بیگم۔ گواہ شد: عبد اللطیف خاوند موصیہ۔ گواہ شد: عبد الحمید فاروقی سیکرٹری مال حلقہ دہلی دروازہ لاہور +

نمبر ۱۰۰۸۶: منکہ فتح محمد ولد چوہدری علی گوہر صاحب مرحوم قوم جٹ باجوہ پیشہ ملازمت عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۶ء صحابی ساکن داتازید کا ڈاکخانہ گھنیالیاں ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۱/۴۷ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ اراضی تعدادی ۳۲ کنال -/۱۶۰۰ روپے ہے اراضی مرہونہ -/۵۸۰ روپے کی ہے۔ نقد مبلغ -/۱۹۰۰ روپے ہے۔ موجودہ مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتا ہوں۔ نیز میرا گذارہ ماہوار آمد یعنی تنخواہ جو مبلغ -/۸۰ + ۱۸ روپے الاؤنس کل -/۹۸ روپے ہے۔ اور نیز اب میں پنشن پر ہوں جو اندازاً -/۴۰ روپے ماہوار ہے جو زیر غور ہے (پنشن اصل مبلغ -/۹۸ روپے کے علاوہ ہے) کل آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ آمد کی کمی بیشی کے مطابق حصہ آمد ادا کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہوگی تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: چوہدری فتح محمد حال ملازم ڈسٹرکٹ پروفیشنل ٹیکس آفیسر گوجرانوالہ۔ گواہ شد: چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد: ماسٹر نصر اللہ خان سیکرٹری مال جماعت داتازید کا +

نمبر ۱۰۰۸۴ :- منکہ عبد اللطیف خاں ولد محمد یحییٰ خانصاحب مرحوم قوم پٹھان پیشہ ملازمت
عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ
۹ ۱/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد الگ کوئی نہیں۔ ایک مکان ہے
جو دارالبرکات شرقی میں تین بھائیوں ایک بہن اور والدہ کے درمیان مشترک ہے۔ اسکے
علاوہ میرا گذارہ ۱۴۵ روپے مع الاؤنس ہے۔ میں مذکورہ جائیداد کے اور ماہوار آمد کے
۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنیکے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی
یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد :- عبد اللطیف خاں بقلم خود کلرک دفتر ڈاک قادیان۔ گواہ شد
محمد عبد اللہ اعجاز قادیان۔ گواہ شد عطا محمد صدر دارالبرکات شرقی + نمبر ۹۸۶۳ :- منکہ
عنایت اللہ ولد چوہدری مولا بخش صاحب قوم جٹ ڈھینڈسے پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال پیدائشی
احمدی ساکن چک نمبر ۳۵ ڈاکخانہ چک نمبر ۳۴ ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ
آج بتاریخ ۲۹ ۱۲/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ اراضی تعدادی
۲۶۴ کنال بلا اشتراک غیری۔ سفید اراضی برائے سکونت تعدادی چار کنال واقعہ قادیان
دارالشکر اور گیارہ کنال اراضی بارانی واقعہ موضع کوٹ گھمند داخلی موضع موسی پور تحصیل پسرور
ضلع سیالکوٹ۔ ایک مکان پختہ ایک کنال ۸ مرلہ واقعہ دارالبرکات قادیان میں بشراکت برادر
خود چوہدری عطاء اللہ صاحب ایم۔ اے بی ٹی میں نصف حصہ کا مالک ہوں۔ مذکورہ بالا جائیداد
کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ ماہوار تنخواہ ۲۶۰
روپے اور الاؤنس -/۶۲ روپے ہے۔ میں اس آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں کمی بیشی
کی اطلاع دیتا رہونگا۔ آئندہ جو جائیداد پیدا کرونگا اس کی اطلاع دیتا رہونگا۔ میرے مرنیکے
بعد جس قدر اس جائیداد کے علاوہ کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن
احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد :- چوہدری عنایت اللہ چک نمبر ۳۵۔ گواہ شد :- چوہدری ہدایت اللہ
چک نمبر ۳۴۔ گواہ شد :- نذیر احمد پسر موصی کلور کوٹ ضلع میانوالی ایگریکلچرل اسسٹنٹ +
نمبر ۱۰۰۰۸ :- منکہ رقیہ بیگم زوجہ میاں عبد المجید صاحب قوم مغل عمر ۴۴ سال پیدائشی احمدی۔
مبارک منزل لاہور بیرون دہلی دروازہ ڈاکخانہ نولکھا لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ
آج بتاریخ ۲۷ ۳/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اسوقت میرے پاس کوئی زیور نہیں ہے۔ میرا
حق مہر ایکہزار روپیہ ہے جو بذمہ خاوند ہے۔ میں اسکے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر

مطہرہ کی کوئی اور جائیداد بوقت وفات موجود ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ:۔ رقیہ بیگم موصیہ۔ گواہ شد:۔ عبد القادر مبلغ جماعت احمدیہ۔ گواہ شد:۔ عبد الحمید فاروقی سیکرٹری مال حلقہ دہلی دروازہ لاہور ✦ نمبر [illegible]:۔ منکہ حسین بی بی بیوہ عبد الغفور صاحب قوم راجپوت جنوال پیشہ ملازمت عمر ۶۲ سال تاریخ بیعت ۲۶ رجمادی الثانی ۱۳۲۶ھ ساکن قادیان محلہ دار الرحمت ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۷/۴۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس ۵۰۰/- نقد ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنیکے وقت کوئی اور جائیداد میری ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری نعش بہشتی مقبرہ میں دفن ہو یا نہ ہو میری یہ وصیت قائم رہیگی۔ اور زیور وغیرہ کچھ بھی نہیں ہے۔ الامۃ: حسین بی بی۔ گواہ شد:۔ حکیم محمد قاسم قریشی امیر جماعت احمدیہ لالہ موسیٰ حال وارد قادیان۔ گواہ شد:۔ عزیز اللہ پسر موصیہ مذکور ✦ نمبر ۱۰۰۱۳:۔ منکہ سعیدہ بیگم بنت مستری شمشاد علی صاحب زوجہ ملک عصمت اللہ خاں صاحب عمر ۱۲ سال پیدائشی احمدی قوم ککے زئی سکنہ دار الفضل قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۷/۴۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ زیورات طلائی چار تولہ حق مہر ۵۰۰/- بذمہ خاوند۔ میں اسکے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے پر اور کوئی جائیداد میری ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ:۔ سعیدہ بیگم موصیہ۔ گواہ شد:۔ ملک عصمت اللہ خاں خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ ملک صلاح الدین ایم۔ اے دار الفضل ✦ نمبر ۱۰۰۱۷:۔ منکہ صدیقہ زوجہ سید اختر حسین صاحب قوم سید عمر ۱۷ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ۱۲/۷/۴۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد مبلغ ایکہزار روپیہ حق مہر ہے جو بذمہ خاوند ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ زیور کوئی نہیں ہے۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے پر جس قدر میری جائیداد ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ:۔ صدیقہ موصیہ۔ گواہ شد:۔ محمد اقبال حسین والد موصیہ۔ گواہ شد:۔ تفضل حسین۔ گواہ شد:۔ اختر حسین خاوند موصیہ ✦ نمبر ۱۰۰۲۰:۔ منکہ عطاء اللہ ولد میاں اللہ بخش صاحب

مرحوم قوم راجپوت بھٹی پیشہ درزی عمر ۳۰ سال بیعت ۱۹۲۸ء ساکن بھڑی شاہ رحمان ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ ۔۔ ۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ اراضی آٹھ کنال موروثی دفعہ ۵ واقع چاہ ۔۔ شریف بھڑی شاہ رحمان قیمتی ۵۰۰ کی ہے۔ ایک مشین سنگر قیمتی ۱۰۰ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت و اراضی مذکورہ بالا کی قیمت کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمد ۵۰ روپے ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر جس قدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ گواہ شد [illegible] محمد صاحب صدر دار البرکات شرقی۔ العبد عطاء اللہ موصی۔ گواہ شد چوہدری نور شاہ احمد صاحب [illegible] ۔ گواہ شد فضل الٰہی صاحب محرر تنفیذ۔ گواہ شد چوہدری بشیر احمد صاحب مقدم [illegible] منڈی۔ **نمبر ۱۰۰۲۲** منکہ عبد المجید صاحب۔ ولد میاں چراغ دین صاحب [illegible] قوم مغل پیشہ گورنمنٹ پنشنر عمر ۶۲ سال بیعت اکتوبر ۱۹۰۴ء [illegible] لاہور ڈاکخانہ نولکھا لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ [illegible] کرتا ہوں۔ میرے پاس اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میری پنشن ۵۸ روپے ماہوار ہے۔ اسکے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر کوئی جائیداد میری وفات پر موجود ہو۔ تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد عبد المجید بحروف انگریزی۔ گواہ شد عبد القادر صاحب موصی گواہ شد عبد الحمید صاحب فاروقی سکرٹری مال حلقہ دہلی دروازہ لاہور۔ **نمبر ۱۰۰۳۸** منکہ محمد عمر ولد علم خان صاحب مرحوم قوم افغان پیشہ زمینداری و تجارت عمر ۲۵ سال بیعت ۱۹۳۲ء ساکن درگئی خوست افغانستان ڈاکخانہ سرائے نورنگ ضلع بنوں بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ ۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں [illegible] جائیداد حسب ذیل ہے۔ [illegible] واقع درگئی خوست افغانستان [illegible] اپنے بھائی کے ساتھ [illegible] کا مالک ہوں۔ مکان تخمیناً دو ہزار روپیہ [illegible] کا مالک ہوں۔ [illegible] روپیہ اس کل جائیداد کے نصف حصہ کا مالک ہوں۔ میں اپنی اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ میرے مرنے پر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ گواہ شد صاحبزادہ عبد السلام بقلم خود سرائے نورنگ۔ العبد محمد عمر موصی۔ گواہ شد۔ محمد طیب امیر جماعت احمدیہ سرائے نورنگ۔ **نمبر ۱۰۰۲۳** منکہ حافظ عبد الرحمٰن

ولد میر عزت علی صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن بٹالہ حال قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲ ۴/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میری ماہوار آمد -/۴۰ روپے ہے۔ میں اپنی آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ آئندہ جو جائیداد پیدا کرونگا یا میری وفات پر ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد: سید حافظ عبدالرحمن۔ گواہ شد: مرزا نذیر علی سکنہ قادیان۔ گواہ شد: فضل الٰہی دارالفضل۔

نمبر ۱۰۰۲۸ :- منکہ فیض بخش ولد دانا کریم بخش قوم نون پیشہ ملازمت و زمینداری عمر ۴۴ سال بیعت ۱۹۳۵ ساکن بستی جمال والہ ڈاکخانہ سوڑی ضلع ملتان۔ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳ ۴/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ ۱۔ اراضی۔ ۷ کنال موضع ڈیوالہ۔ سات کنال موضع تل جالوالہ ضلع مظفرگڑھ۔ ۱۸ کنال موضع بنجانی۔ ۱۱ کنال موضع گنوین تحصیل شجاع آباد۔ کل ۲۰۶ کنال قیمتی دس ہزار روپیہ۔ ایک مکان پختہ واقع بستی جمال والہ موضع بنجانی تحصیل شجاع آباد قیمتی ہزار روپیہ۔ ایک گائے قیمتی -/۱۰۰ روپیہ۔ ایک گھوڑی قیمتی -/۳۰۰ میرے پاس ہے۔ مندرجہ بالا جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جب تک جائیداد کے دسویں حصہ کی قیمت ادا نہ کردوں اس وقت تک انجمن مذکور کو پیداوار کا دسواں حصہ ادا کرتا رہونگا۔ نیز مجھے ملازمت سے یکصد روپیہ ماہوار کی آمد ہوتی ہے۔ اس تنخواہ کے دسویں حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ فیض بخش انسپکٹر کواپریٹو سوسائٹیز علی پور ضلع مظفرگڑھ۔ گواہ شد:۔ کریم بخش احمدی مبلغ مظفرگڑھ۔ گواہ شد۔ گل محمد بقلم خود۔

نمبر ۱۰۰۳۲ :- منکہ محمد حسین ولد چوہدری غلام حسن صاحب قوم ارائیں پیشہ زراعت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی۔ ساکن کوٹ رحمت خاں ڈاکخانہ مومن ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۶ ۴/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ ماہوار آمد میرا گذارہ ہے اسکے ۱/۹ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنیکے بعد بھی جو جائیداد ثابت ہوگی میرے ورثاء کو اس کا ۱/۹ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پاس ادا کرنا ہوگا۔ ماہوار آمد کا اندازہ -/۵۰ روپے ماہوار ہے۔ کم و بیش ہونیکے متعلق اطلاع دیتا رہونگا۔ العبد: محمد حسین بقلم خود۔ گواہ شد: شریف احمد واقف زندگی۔ گواہ شد۔ محمد ابراہیم احمدی

مدرس کوٹ رحمت خاں + نمبر ۱۰۰۳۵ :- منکہ مختار احمد ولد محمد اسمٰعیل خاں قوم راجپوت منہاس پیشہ ملازمت عمر ۴۵ سال بیعت ستمبر ۱۹۰۳ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میری ماہوار آمد -/۱۲۸ روپے ہے۔ اسکے علاوہ میری حسب ذیل جائیداد ہے (۲) مکان سکونتی واقع دار الفضل قادیان قیمتی آٹھ ہزار روپیہ (۳) ایک قطعہ زمین سفید یک کنال واقعہ دار الرحمت قیمتی دو ہزار روپیہ۔ (۴) ایک قطعہ زمین سفید ½ ۱۶ مرلہ واقع محلہ دار السعة قیمتی ایک ہزار روپیہ۔ (۵) اس کے علاوہ دس ہزار روپیہ محکمہ ریلوے میں میرا پراویڈنٹ فنڈ جمع ہے جسکی صحیح مقدار میرے ریٹائر ہونے پر معلوم ہوگی۔ اس وقت انشاء اللہ اطلاع کر دیجائیگی۔ میرے ریٹائر ہونے میں ایک سال کے قریب باقی رہگیا ہے۔ مذکورہ بالا جائیداد کی قیمت -/۲۱۰۰۰ روپیہ مع پراویڈنٹ فنڈ ہے اور آمدنی -/۱۲۸ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس جائیداد کے علاوہ اگر میری وفات پر کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد :- چوہدری مختار احمد وارڈ کیپر کیرج سٹورز ڈپو مغلپورہ لاہور۔

گواہ شد :- محمد سعید اللہ منہاس دار السعة۔ گواہ شد :- قاضی عبد الرحمٰن معاون محصی نظارت علیا قادیان + نمبر ۱۰۰۳۷ :- منکہ محمد وارث ولد محمد شفیق صاحب قوم لون کشمیری پیشہ دکانداری عمر ۳۲ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن چونڈہ باجوہ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۴/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد ایک مکان واقع پسرور ضلع سیالکوٹ مالیتی چار صد روپیہ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت بذریعہ دکان -/۴۰ روپیہ ہے۔ میں اس جائیداد اور آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد :- محمد وارث موصی۔ گواہ شد :- محمد عبد اللہ چونڈہ گواہ شد :- محمود احمد دیہاتی مبلغ حلقہ چونڈہ + نمبر ۱۰۰۳۹ :- منکہ محمودہ بیگم زوجہ بابو عبد الغنی صاحب قوم باٹھ عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن انبالہ شہر ڈاکخانہ خاص ضلع انبالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۴/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے کانٹے طلائی وزنی ایک تولہ۔ کلپ ۷ ماشہ۔ لونگ و تیلی طلائی ۷ ماشہ۔ چوڑیاں نقرئی ۶ تولہ۔ پازیب نقرئی ۱۵ تولہ۔ جسکی مجموعی قیمت -/۲۳۰ روپیہ اور نقد ساٹھ روپیہ اور مہر -/۵۰۰ روپیہ بذمہ خاوند

اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ: محمودہ بیگم لاہوری دروازہ انبالہ شہر۔ گواہ شد: [illegible] خاوند موصیہ۔ گواہ شد: کرامت اللہ عرف ننھے خاں انبالہ شہر۔

نمبر ۱۰۰۴۰: منکہ محمد بخش ولد شیخ کرم الٰہی صاحب قوم شیخ عمر ۸۰ سال بیعت جنوری ۱۹۰۴ء ساکن دار الفتوح قادیان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں۔ میں اپنا گذارہ اپنے لڑکے عبد الرحیم سے حاصل کرتا ہوں جو مبلغ ... روپیہ ماہوار ہے۔ میں اسکے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جو جائیداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: شیخ محمد بخش موصی۔ گواہ شد: شیخ فضل دین حلقہ مسجد اقصیٰ۔ گواہ شد: شیخ عبد الرحیم ولد شیخ محمد بخش تاجر لیدر۔

نمبر ۱۰۰۴۱: منکہ نذیر بیگم زوجہ مولوی محمد علی صاحب صادق مولوی فاضل۔ قوم ... عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن دار الفضل قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ... حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ مہر ۵۰۰/- نقد ۳۱/- جو میرے سسرال نے دیئے تھے۔ ایک ہار نقرئی وزن ۱۷ تولہ جو مجھے والدین نے جہیز میں دیئے۔ مہر میں سے بتفصیل ذیل ۱۲۲/- روپے وصول کر چکی ہوں۔ نقد ۵/۸/- بصورت زیور ۱۱۶/۸/-۔ باقی مہر بذمہ خاوند۔ میں اپنی جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ: نذیر بیگم موصیہ۔ گواہ شد: مولوی احمد علی صادق خاوند موصیہ موصی ۹۷۶۵۔ گواہ شد: عبید اللہ خسر موصیہ۔

نمبر ۹۹۱۳: منکہ رفیع الدین بٹ ولد مولوی خیر الدین صاحب قوم کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن نارووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں سوائے ایک بائیسکل کے جو مبلغ ۷۵/- روپے۔ میری ماہوار آمد ۸۵/- روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد: رفیع الدین بٹ موصی حال لوکل آڈٹ آفس اے ایریا لاہور چھاؤنی۔ گواہ شد: فضل دین بٹ آرڈیننس پیراشوٹ فیکٹری لاہور۔ گواہ شد: سید اعجاز احمد انسپکٹر بیت المال۔

نمبر ۹۹۶۳: مسعودہ بیگم بنت

عبدالمجید خانصاحب قوم افغان پیشہ زمیندارہ عمر ۱۷ سال پیدائشی احمدی ساکن ویروال ضلع امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۴/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں اسوقت میری کوئی جائیداد نہیں میرے پاس محض یکصد روپیہ نقد موجود ہے۔ میں اسکے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اسکے علاوہ اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ:۔ مسعودہ بیگم موصیہ۔ گواہ شد:۔ عبدالمجید خاں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ریٹائرڈ کپورتھلہ نانا موصیہ۔ گواہ شد:۔ شاہزادہ احمد خاں برادر موصیہ + نمبر ۹۷۸۳:۔ منکہ غلام رسول میر ولد عبدالعزیز میر قوم میر پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن یاڑی پورہ ضلع اسلام آباد صوبہ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۱/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ۲۰/- روپے مع الاؤنس ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ غلام رسول میر۔ گواہ شد:۔ غلام محمد برادر موصی گواہ شد:۔ محمد سعید انسپکٹر بیت المال + نمبر ۹۷۸۴:۔ منکہ زینب بی بی زوجہ نور محمد صاحب اختر قوم اعوان عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۷/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میرے مہر کی پونے پانچ مرلہ زمین موضع ججو پورہ دھاریوال میں ہے۔ جس کی موجودہ قیمت ۱۲۰/- روپیہ ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اسکے علاوہ میرا زیور تھا جس کو فروخت کرکے ۱۸۲/- روپے امانت فنڈ میں جمع کرا دیئے ہیں۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اسوقت میری آمد تو کوئی نہیں تاہم ۸/ ماہوار ادا کرتی رہوں گی۔ اگر میرے مرنے پر میری کوئی جائیداد ثابت ہو تو یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ الامۃ:۔ زینب بی بی موصیہ۔ گواہ شد:۔ نور محمد اختر خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ محمد شریعت ٹیچر ٹی آئی ہائی سکول قادیان + نمبر ۹۷۸۵:۔ منکہ غلام محمد میر ولد عبدالعزیز میر قوم میر پیشہ زمینداری و تجارت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن یاڑی پورہ ڈاکخانہ خاص ضلع اننت ناگ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۱/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ چار کنال زمین قیمتی ۲۰۰/- روپیہ مگر

اس میں ہم تین بھائی شریک ہیں۔ مَیں اپنے حصہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اسوقت مبلغ -/۱۲۰۰ روپے ماہوار ہے۔ مَیں اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ غلام محمد میر۔ گواہ شد:۔ میر غلام رسول۔ گواہ شد:۔ محمد سعید انسپکٹر بیت المال +

نمبر ۹۸۶۵:۔ منکہ عبدالستار خاں ولد عالمگیر خاں صاحب قوم راجپوت پیشہ معماری عمر ۳۰ سال بیعت ۱۹۲۶ء ساکن سڑوعہ ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۴/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ اراضی ملکیتی ۱/۲ ۱ کنال ہے۔ اراضی مرہونہ مبلغ -/۶۵۰ روپے کی۔ مکان سکونتی خام کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنیکے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ماہوار آمد اندازاً بیس روپے ہے اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ العبد:۔ عبدالستار خاں بقلم خود۔ گواہ شد:۔ عبدالحکیم خاں سڑوعہ۔ گواہ شد:۔ چوہدری چھجو خاں امیر جماعت احمدیہ سڑوعہ +

نمبر ۱۰۰۰۴:۔ منکہ جمال الدین مشہور جمعہ خاں ولد جمعہ گل صاحب مرحوم قوم افغان پیشہ زمینداری عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن درگئی خوست ڈاکخانہ سرائے نورنگ ضلع بنوں صوبہ سرحد۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۴/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ میری جائیداد صرف بصورت زمین زرعی اور مکان رہائشی اور کچھ مال مویشی ہے جسکی قیمت پانچہزار روپیہ کابلی بنتی ہے مَیں اپنی اس جائیداد کے ۱/۵ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ میرے مرنے پر جو جائیداد بھی میری ثابت ہو اسکے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز میری جو بھی آمد ہو اس کا ۱/۵ حصہ بصورت حصہ آمد تازیست بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا کرتا رہونگا۔ العبد:۔ جمال الدین نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ صاحبزادہ عبدالسلام سرائے نورنگ۔ گواہ شد:۔ صاحبزادہ محمد طیب امیر جماعت احمدیہ سرائے نورنگ +

نمبر ۱۰۰۰۳:۔ منکہ جنت بی بی زوجہ میاں فضل کریم صاحب پراچہ قوم پراچہ عمر ۴۷ سال۔ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۴/۷ حسب ذیل وصیت

کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے اسکے ۱/۳ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ بقایا حق مہر ذمہ خاوند -/۷۰۰ (۲) مکان ۲۵ مرلہ دو منزلہ واقع محلہ پراچیاں بھیرہ قیمتی -/۶۰۰ (۳) زیورات طلائی ۲ تولہ قیمتی -/۲۰۰ روپیہ۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی الامۃ:۔ جنت بی بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ فضل کریم وکیل پراچہ قادیان خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ عبد الرشید ولد میاں احمد گل قادیان + نمبر ۱۰۰۰۲ :۔ منکہ بشیراں بی بی زوجہ غلام محمد صاحب قوم کھوکھر عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۴۶/۴/۱۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر -/۳۰۰-/۲۰۰ روپے زیورات کے ملا جو نقد موجود ہے۔ کل -/۵۰۰ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ:۔ بشیراں بی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ امیر الدین والد موصیہ۔ گواہ شد:۔ علی محمد اصحابی دموصی انسپکٹر وصایا + نمبر ۱۰۰۰۰ :۔ منکہ بشارت احمد ولد خوشی محمد صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن دار السعتہ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۴۶/۴/۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرے پاس اس وقت آٹھ مرلے زمین واقع دار السعتہ قیمتی -/۶۱۶ روپے ہے۔ اور میں ملٹری میں ملازم ہوں۔ مبلغ -/۸۲ روپے ماہوار تنخواہ ہے۔ ان ہر دو کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے پر ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ بشارت احمد موصی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد حسین تحسین واقف زندگی گواہ شد:۔ عطاء محمد صدر دار البرکات شرقی + نمبر ۹۹۹۸ :۔ منکہ اقبال احمد خاں ولد میاں غلام محمد بھیک خاں صاحب۔ قوم راجپوت پیشہ واقف زندگی۔ عمر ۲۱ سال بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۴۶/۴/۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کوئی جائیداد نہیں میں نے اپنی زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ مجھے تحریک جدید سے مبلغ -/۶۵ روپے ماہوار ملتے ہیں۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ اقبال احمد خاں فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قادیان۔ گواہ شد:۔ بشارت احمد واقف زندگی فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ۔ گواہ شد:۔ عبد الاحد فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

نمبر ۹۹۹۵ :- منکہ احمد الدین ولد عیدا قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی ساکن دار البرکات قادیان - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۴/۴۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری موجودہ جائیداد مکان قیمتی اندازاً پانچ ہزار ہوگی - اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں - ماہوار آمدنی -/۵۰ روپے ہے - اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں - اگر کوئی اور جائیداد میری وفات پر ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - العبد :- احمد الدین سائیکل مرچنٹ قادیان - گواہ شد :- عیدا والد موصی گواہ شد :- علی محمد صحابی و موصی انسپکٹر وصایا ✦

نمبر ۹۹۹۶ :- منکہ اعجاز نصر اللہ ولد چوہدری اسد اللہ خاں صاحب قوم ساہی جٹ - پیشہ طالب علمی عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور حال قادیان - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۳/۴۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میں واقفِ زندگی ہوں تحریک جدید کے ماتحت تعلیم حاصل کر رہا ہوں - میرے والد صاحب زندہ ہیں - میری جائیداد کوئی نہیں سوائے اس کے کہ والد صاحب کی طرف سے مبلغ [illegible] روپے ماہوار جیب خرچ ملتے ہیں اور -/۳۰ روپے الاؤنس تحریک جدید سے ملتے ہیں - میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں - میرے مرنے کے بعد جو میری جائیداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی - العبد :- اعجاز نصر اللہ موصی - گواہ شد :- بشیر احمد امیر جماعت احمدیہ لاہور - گواہ شد :- عزیز احمد بیت الظفر قادیان ✦

نمبر ۹۹۹۳ :- منکہ امۃ الحفیظ بنت چوہدری اسد اللہ خاں صاحب قوم ساہی جٹ پیشہ طالب علمی عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور حال قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۳/۴۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میں اس وقت طالبہ علم جامعہ نصرت میں تعلیم حاصل کر رہی ہوں - میری جائیداد سوائے میری بالیوں کے جو نصف تولہ طلائی ہیں اور کچھ نہیں - ہاں میرے والد صاحب کی طرف سے مجھ کو [illegible] روپے ماہوار جیب خرچ ملتے ہیں - میں ان دونوں کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں - میرے مرنے کے بعد جو جائیداد اور میری ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی - الامۃ :- امۃ الحفیظ موصیہ - گواہ شد :- عزیز احمد بیت الظفر - گواہ شد :- اعجاز نصر اللہ خاں برادر موصیہ ✦